

بلا اجازت مصنف کوئی صاحب قصہ شیعہ نہ فرماویں۔

دشمن حق کوئی گردیکھے نہ ہوں اسے ناظرین
آریوں کو دیکھ لو تم دور مست جاؤ کہیں۔
دیکھ کر صد ہا نشان جو آج تک مجھے نہیں
آسمان بارود نشان الوقت میگوید زمین،
شہر مہر وعدہ ہائے انبیاء و مرسلین

انعامی رسالہ ۲۴/۱۲/۴۴

صاعقہ ذوالجلال

حصہ دوم

ایں آریوں کے مشائخ پر مفضل بحث کی گئی ہے نیز ہمیں آریہ سماج کی
بد زبانی کے دس سٹیفٹس مصدقہ پیش کر کے آریہ سماج کی موت پر انکی
تعمیروں سے شہادت لائی گئی ہے۔ آخر میں بانی آریہ سماج پٹلت دیتا
ہے ایک خط نقل کیا گیا ہے جو اس نے اپنے پیلوں کے نام لیکر بعد بکھر
ارسال کیا ہے۔ اور وہ قابل دید ہے۔

مؤلف ہذا خاکسار قاسم علی احمدی ایڈیٹر اخبار فاروق قادیان

ماہ اکتوبر ۱۹۲۳ء

مؤلف نے اپنے فاروق پریس قادیان میں ہاتھ خود طبع کیا اگر فاروق منزل قادیان

پہلے اس کو پڑھ لو

۱۹۰۹ء میں نخل اسلام نامہ سے ایک نہر ملی کتاب دہریاں نے تالیف کر کے
 جبکہ وہ لاہور آریہ سماج کے نفس نامہ تھے اسلام کے خلاف شائع کی تھی میں اس وقت
 دہلی میں رہتا اور انبار الحق نکالتا تھا۔ اسی وقت خدا کے فضل سے میں نے اسکا نہایت
 مدلل مگر دندان شکن جواب "ساعت ذوالجلال" بر نخل دہریاں نامہ سے لکھ کر طبع کیا وہ اس
 قدر مقبول عام ہوا کہ دو ماہ کے اندر ہی اسکا پہلا اڈیشن نخل گیا پھر دوبارہ طبع کرایا وہی
 ہاتھوں ہاتھ گیا۔ پھر تیسرا اڈیشن طبع ہوا تھا کہ میں دہلی سے قادیان مشرف ہوا آیا۔
 اور بقدر وہ چھپ چکا تھا وہ سب اپنے ساتھ لے آیا مگر یورپ دیگر مشاغل و دنیا کی بقیہ
 کاپیاں چھپوانہ سکا اور بڑا رونا باب اسکی ضرورت خاطر کسی ہوئی اسلئے کہ یہ آریہ ہاشوں
 کے اس پوتے سلسلہ نیوگ کا عکسی فوٹو ہے جسکی پیاریے خنوں سے آریہ ہاشے ہمیشہ پڑ مردہ اور
 دل شکستہ رہتے ہیں۔ بتا بریں بقیہ تین چار کاپیاں جو ہتی بقیہ لکھو اچھپوا کر شائع کر دیا
 اس زمانہ میں گو دہریاں ہی مخاطب ہیں لیکن وہ چونکہ سب داخل اسلام ہو کر اپنی کتاب
 "نخل" لکھ کر علی اور قوی طور پر رد کر چکے ہیں۔ لہذا جہاں جہاں اسیں دہریہ مل کو
 مخاطب کیا ہے۔ اس سے آریہ سماج کا دہریاں مراد لینا چاہیے نہ مسلمانوں
 کا غازی غم و مصحت کفر توڑ ہے پس میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ اب یہ ساعت ذوالجلال
 کے زمین پر گرایا گیا ہے نہ کہ غازی محمود کی گردن پر آئندہ کوئی شخص غازی محمود کا
 کو اس سے الزام دینے کا مجاز نہیں۔ اور نہ ہی انکو خاک و صفت ہذا پر کسی شکایت
 کا حق ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ

ع

خا

قاسم علی مولف ساعت ذوالجلال ۲۵ ستمبر ۱۹۲۳ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

دوسرا جزو

صاعقہ دو کجلاں برن ہر میاں

دیامتہ لٹری کا آئینہ یا آریہ دھرم

اے ویشی ہند میں ہے چھوٹی سی داستان ہے

سر پر ہے کال تیرے گردش میں آسمان ہے

کل ٹیگس کے جس بھکا دھیم سنائون کیا کیسا!

ہے بات اک بڑی سی چھوٹا مراد ماں ہے

شرم و محاسن سب غیرت اڑی زمین سے +

محبت کی گشتی دُوبنی تہذیب نیم جاں ہے

بیرت مراد بیوی شوہر مرید زن ہے! +

فیرون کی ہے گمانی اپنا عزیز جان ہے

ناظرین

پہلے حصہ کے جزو اول خدا کے فضل سے ہم نے مختصر یہ کتبہ مختصر
مستوفی مختصر زینب کا ایسا بنیاد و جہاں ہے کہ اگر ناخواندہ میں شرافت و کوری و
ہے تو پھر زینب کا گندہ بکنے سے جو شہ بانہ و بیٹھ اور جس طرح ہے ہم نے اس باب میں
مختصر اور عامانہ روش کو اختیار کر کے نکل زینب کے واقعات ظاہر کئے ہیں
وہ الحی القیوم کے زندہ کلام اور اس کے سید گزیدہ بنی علیہ السلام کے
زندہ بنی ہو نیکا پور ثبوت ہے بعد اس کے اب کسی ضرورت جواب کی نکل زینب کے بار
میں ضرورت نہیں رہی البتہ یہ دوسرا جزو بدست گال بہ مہال کے ایک فقرے
کو ب میں لانا ضروری خیال کیا گیا ہے جو اس نے اپنی نہایت باطنی و مخفی
۱۳۱ میں لکھا ہے کہ "ممدی شیر کچر نہایت فوش اور گندہ ہے اور بہشت کی
تعلق جو نقشہ مرتد سے کچھ بچا ہے وہ یہاں ہے کہ جسکا بیان ہم نے شرح و تلافی
ایاد کے نہیں کر سکتے تا ایسا نہ ہو کہ شاید فوش نویسی میں ہم نہ کچھ بچا ہے تا انتہی
فضا صنف ۱۳۱ ہم نہایت مختصر ہے اس باب میں دیانتدی شیر کچر کا اظہار اور دیدوں
کی تا ایک تکرار چار کر کے برہم چاری جی سے سوال کریں کہ ہمارے آپ کو اس سے
زیادہ فوش بھی کسی مذہب میں سکتا ہے جو خود بانی مذہب سے پریشانی کی طرف
منسوب کر کے بیان کیا ہو اگر کسی مذہب میں آپ نے اس مذہب کی مسلمانہ
کتاب میں نہ لکھا ہو تو میان تو کریں ورنہ تو وہ کر رہے ہیں نہ بغیرتی کی و پشاندہ
کو ملتے ہوئے جسکو ایک ذیل سے ذیل انسان جو ہر چار جی کہ کچھ تک بھی
کے لیے تیار نہیں بلکہ ایسے علم اور ایسی کتاب کے مزید جس سے انسانی فطرت
خون کر کے رنکار کی کی زیادہ الدی ہو تھوک و ریتا ہے خود تراشیدہ باتوں

دوسرے مذاہب پر حملہ کرنا کہاں کی شرافت ہے

~~~~~

|                                  |                                   |
|----------------------------------|-----------------------------------|
| سزا و عیان سے اب ذرا دہریہ پال   | بیان کرتا ہوں کچھ ترست گھر کا حال |
| ہو جب دیانتد کو یہ یفسال         | کریں آریوں پر کچھ احسان کہاں      |
| نیا دیکھئے نوگ کو آتشکار         | نہ ہر نو جوان بسکا ہو دسے شکار    |
| کالی یہ رسم نہیوں آپ نے          | یہ انجک میں اندھیرا اس پاپ نے     |
| ٹاکس و رعب ایک بل چل رہی         | بھری ظلم اور پاپ سے پر تھوڑی      |
| بتائی وہ دینوں سے رسم نوگ        | سنے جو وہے اریہ مت کا جوگ         |
| نن و مرد ہوں اس کے شیدا تمام     | دیا تمہیں نے کیا خوب کام          |
| نہ بے فصل پھر گل کھلیں کیوں یہاں | کہ سنیں چین ایک دس باغبان         |
| ہو جب نہ اس پر عیب الغفر         | تو پھر ترک اسلام تھا بالضرر       |
| جیسے نوگ کا شوق ہو دسے کال       | بنے اریہ مت کا وہ دہریہ مپال      |
| یہی نوگ تھا قاتل لیکھرام         | اسی نے کیا کار سوا مٹی تہا        |
| نہو نوگ سے آریوں کو جولان        | تو فہرست دیں نوگ زادوں کی لک      |

اما بعد اس جس میں مختصر طور پر یہ دکھایا جائیگا کہ دیا تمہیں نے اپنی کتابوں میں  
 اس بات پر بیت ہی زور دیا ہے کہ دیا تمہیں نے یہ ضرور رسم نوگ کو اپنی ہوجیوں اور  
 بیویوں میں وید کی شراٹھ کے موافق جاری کریں ناظرین آپ حیران ہونگے کہ نوگ  
 کیا چیز ہے جسکو دیا تمہیں جاری کرنا چاہتا ہے اللہ شاہد خیال کریں کہ یہ کوئی وہم و گمان  
 کی جملات یا الوہاستنا ہوئی جس سے انسان نجات پائے گا مگر ہمیں آپ ذرا صبر کریں  
 آگے چل کر یہ پتہ چلا کہ اسنا ظاہر ہوتی جلتی ہے جس کو مسکرانیک غیہ خطا انسان شرم  
 کے مارے پانی پانی ہو جاتا ہے یہ کوئی عبادت یا روحانیت کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ



صبا سوز اور دنیا بھر کی بدکاریوں سے بڑھکر بدکاری کی تعظیم کا سبق ہے اب میں  
آپ کو زیادہ انتظار میں رکھنا ہیجی تاجدی سے آپ کے سامنے ستیارتھ پرکاش کیا  
مستند اور درجہ مطہر شدہ پیشکر کے مندرجہ ذیل دیانندی منہ پھونکتا ہوں  
ذہب ہوشیار ہو کر نہ دل سے اس پر توجہ قرانی دیانند ایک سوال کر کے اس کا جواب  
دیتا ہے جس کا نقل کرنا لطف سے غالی نہیں ہے۔

**سوال جب قطع نسل ہو جائے تب بھی اس کا خاندان**

مرد و مہر جائیگا۔ اور عورت و مرد و ناکاری وغیرہ میں

دلگ کر اسٹا۔ سل وغیرہ بہت بد فعلیاں کریں گے اس

بے پیر واد و بیخ ثانی ہونا اچھا ہے۔ ستیارتھ پرکاش ص ۱۴۴

یہ سوال حقیقتاً ہی کے معلق بطور دلیل نقل کیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شخص  
کی بیوی مر جائے یا بیوی کا شوہر فوت ہو جائے اور اولاد ان کے موجود نہ ہو تو بوجہ اولاد  
نہ ہونے کے قطع نسل ہو کر ان کا خاندان مٹ جائیگا اس لیے یہ وہ عورت یا مرد و امرد  
دوسرا اندر کر کے اولاد حاصل کر سکتے ہیں نیز دوسرا بیاد عورت کو حرام کاری و تقاطع کل  
وغیرہ بد فعلیوں سے اور مرد کو ناکاری سے بچائیگا اس دلیل معقول کا جو بطور سوال پیش  
کی گئی ہے دیانند مندرجہ ذیل نام معقول جواب دیتا ہے :-

**جواب نہیں نہیں** کیونکہ اگر عورت مرد و مہر چرہ میں۔

قائم رہنا چاہیں تو کوئی بھی خرابی نہ پانہ ہوگی اور اگر خاندان

کے سلسلہ کو جاری رکھنے کے واسطے کسی اپنی ذات ولے

کا لڑکا گود لے لیں گے اس سے خاندان چلیگا

اور ناکاری بھی نہ ہوگی اور اگر مہر چرہ نہ رکھ سکیں تو

نیوگ کر کے اولاد پیدا کر لیں۔ صفحہ ۱۴۴



اس جواب کا مطلب صاف ہے کہ بے اولادی کی حالت میں دوسرا نکاح کرنا ہرگز درست نہیں اور نہ حاجت ہے دو تدبیریں ایسی ہیں جن سے نکلنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی ایک تو یہ کہ بیوہ عورت یا رنڈہ مرور بہانیت اختیار کر کے تارک دنیا ہو کر زندگی بسر کریں اور خاندان چلانے کے واسطے کوئی لڑکا اپنی ذات کا متبہ کر لیں اور اگر تارک دنیا بن کر نہ رو سکیں اور جوش شہوت فرو نہ ہو تو تب ہی بکلی شافی تو ہرگز نہ کریں ہاں شوگ سے شہوت نہ رو کر لیں اور اولاد بھی حاصل کر لیں۔ اس طرح ایک کرشمہ دو کار ہو جاویں گے دیانند گویا کہ یہ امر تو باہمی ثابت ہو گیا کہ شوگ شہوت رانی کی غرض سے کیا جا رہا ہے نہ کہ فقط اولاد حاصل کرنے کو اگر شہوت رانی مندرجہ ذیل تو کیوں متبہ بنائے یہ کفایت نہ کی گئی

اس جگہ مناسب ہے کہ متبہ بنانے کی یہود و رسم کی کسی قدر تذکرہ کیا جائے جسکی غرض گنتی کے واسطے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت زینب کیساتھ نکل کر نیک حکم لہرائی سے ہوا تھا واضح ہو کہ جو لوگ متبہ بن گئے ہیں ان کا یہ دعویٰ ہے کہ اس سے اولاد حاصل ہے کہ وہ حقیقت میں بنایا ہو جاتا ہے اور بیویوں کے تمام احکام اس کے تحت ہوتے ہیں قانون قدرت بڑے زور و شوریٰ سے اس بیودہ رسم کو رد کرتا ہے اس نے جس کا نظفہ ہوتا ہے اسی کے اعضا میں سے بچہ کے اعضا حصہ لیتے ہیں اسی کے قوی کے مشابہ اس کے قوی ہوتے ہیں۔ اگر وہ اگر بزرگوں کی تسبیح سفید رنگ رکھتا ہے تو بچہ بھی اس سفیدی سے حصہ لیتا ہے اور اگر وہ حبشی ہے تو بچہ کو بھی اس سیاہی کا بھڑہ لگتا ہے اگر وہ اٹلک زدہ ہے تو بچہ بھی اسی بل میں پھنس جاتا ہے غرض جسکا حقیقت میں نظفہ ہوتا ہے اسی کے آثار بچہ میں ظاہر ہوتے ہیں پس اس صورت میں ایک کھنڈ کو اس کے غیر کا برستادار دینا و اقلت صحیح کے مخالف ہے اس پر اگر دیانند کے دستخط چاہو تو وہ بھی موجود ہیں۔



ستیا رتھ پرکاش مستند ترتیب اردو مطبوعہ ششماہ کے صفحہ ۱۵۲ کی دفعہ ۲۷۳

پڑھو جس میں لکھا ہے کہ میا باپ کی آتما ہوتا ہے اس کی اصل عبارت یہ ہے

”لے ذر نہ تو عضو عضو سے پیدا ہوئے دیر یہ (منی)

اردول سے پیدا ہوتا ہے اس لیے تو میرا تبا ہے مجھ کو

پہلے فوت نہ ہو بلکہ سو برس تک زندہ رہ۔ صفحہ ۱۵۳

## کیون جی لالہ دھیر بھال

زبان سے اپنی کیو اگر کو بٹیا تو کیا حقیقی پس اس سے ہے وہ بھاتا

وہ عضو عضو نہ دل سے تھا کہ پھینکا وہ کس طرح سے بھلا آتما تھا مارا ہو

کہ والدین ہمیشہ نسب سے جتے ہیں جو اپنے تخم سے اولاد اپنی جتے ہیں

یہ بات صاف طور پر ظاہر ہے کہ مرثیہ کے دعوے سے واقعات حقیقہ بدل نہیں

سکتے مثلاً اگر کوئی کہے کہ میں نے زہر بلا ہل کے لیک ٹکڑے کو لٹا شیر کا ٹکڑا سمجھ لیا

تو کیا اس کہنے سے زہر جیسا شیر بن جائیگا اور اگر اس زبانی گزارش کی بنا پر اُسے کھائے تو

مرثیہ جائیگا اسی طرح جبکہ پریشہ نے فید کو بکر کے نطفہ سے پیدا کر کے بکر کا بیٹا بنا دیا

تو پھر کسی انسان کی تفصیل کوئی سے وہ خالد کا بیٹا نہیں بن سکتا۔ فرض کرو کہ اگر بکر اور

خالد ایک مکان میں رکھے جیسے ہیں۔ اور اس وقت حاکم کا حکم پہنچے کہ زید جس شخص کا حقیقی

بیٹا ہے اس کو بیٹا بنسی دیا جائے تو اس وقت خالد فی الفور نہ یہ بول اُسے گا کہ زید

بکر کا حقیقی بیٹا ہے میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ظاہر ہے کہ کسی شخص کے دو باپ

نہیں ہو سکتے پس اگر متبلی بنانے والا حقیقت میں باپ ہو گیا ہے تو یہ فیصلہ ہونا چاہی

رہا اسلی باپ کس دلی سے دعویٰ کیا گیا۔



غرض اس سے زیادہ کوئی بات بھی یہود نہیں کہ خدا کی بنائی ہوئی حقیقتوں کو بدل ڈالا جاوے دو باتیں آریوں میں قدیم سے چلی آتی ہیں بیٹیا بنانا اور خدا میں بنانا بیٹیا بنانے کے لئے تو بڑا عمدہ طریقہ نوگ ہے اور خدا اس طرح بناتے ہیں کہ سارے گھر کے پتھر پر معمولی منتر وید کا پڑھا اور اپنے ہی دہم سے یہ یقین کر لیا کہ اب اس میں شہر داخل ہو گیا ہے گو دیانتدوں نے پریشربنے کے طریق سے تو انکار کر دیا ہے مگر بیٹا بنائی کا نسخہ اب تک ان کی نظر میں قابل پسند ہے یہاں معلوم ہوتا ہے کہ اول آریہ لوگ بیگانہ بچہ گو ویکر بیٹا بناتے تھے پھر یہ بات جب کچھ کہی اور بناوٹی سے نظر آئی تو اس کے قائم مقام نوگ نکلا کہ تا اپنی موت کو دوسرے سے بہتر کر اگر اس کا بیج ڈالو الیں اس طرح بیج کے بجز اور دوسرے کے بجز اسے ملکر کچھ نہ کچھ تو مناسب پیدا ہو جائے مگر اس قابل شرم زنا کاری کے بعد بھی مرد کو اس خشم سے کچھ تعلق نہیں کیونکہ وہ غیر کا نظریہ پسند عقل کی سطح قبول نہیں کر سکتی کہ متبنی درحقیقت اپنا ہی لڑکا ہو جائے ایک اور بات قابل غور ہے کہ اگر مثلاً دہر مہال کسی سناریہ کو ادب کی راہ سے پتا (باپ) کہتا ہے یا کسی ہم عمر آریہ کو بھائی کہہ دے یا کسی خور و سال آریہ کو بیٹا کہنے لگے تو کیا اس سے یہ لازم آئے گا کہ دہر مہال کا عرف یہ کہنا کہ ایک مسند متصور ہو کر سن آریہ کی لڑکی اس پر حرام ہو جائیگی یا ہمیشہ سے شادی نہیں ہو سکیگی یا اس بچے نے خور و سال آریہ کے مرجائے پر یا بصورت اولاد نہ ہو نیکی بشری ضرورت اس کی زندگی میں بھی دہر مہال اس کی بیوی سے نوگ نہ کر سکیگا؟ یا یہ خیال کیا جائے گا کہ اس سن آریہ کی جائیداد کا وارث دہر مہال بن گیا۔ کیونکہ اسکو باپ کہتا رہا ہے یا خور و سال آریہ دہر مہال کی وراثت کا ایک ہو جائیگا کیونکہ دہر مہال اس کے بیٹا کی طرح باپ ہے نہ ہو سکتا ہے تو پھر کچھ ہو کہ آریوں سے بڑھ کر بد قسمت اور کمزور وقت میں بنی ہوئی کوئی نہیں۔ کیونکہ معروف سنہ کے قول سے کوئی کسی کا باپ نہیں



یا بیٹا ہو جاتا ہے تو اس طرح ایک تشریح دیا مندی کسی لاولد مالدار آریہ کو اپنے منہ  
 سے باپ کہہ کر اس کے تمام مال کا وارث بن جائیگا۔ اور جبکہ صرف زبان سے کہنے پر  
 ایک غیر کا بیٹا بننا بیٹا بن سکتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ صرف زبان سے کہنے سے باپ  
 نہ بن جاتا ہے پس اگر یہی سچ ہے کہ تو مفلسوں ناداروں کے لئے لقب زنی یا ڈاکہ  
 مارنے سے بھی یہ عمدہ تر نسخہ ہو جائیگا اور ایسے لوگ کسی لکھ چہ آریہ کو دیکھ کر کہ  
 لاولد ہے کہہ سکتے ہیں کہ میں نے تجھ کو باپ بنایا اگر اس کے کہنے سے وہ درحقیقت  
 باپ ہو گیا ہے تو آریہ مت کی رو سے لازم آئیگا کہ اس لاولد کے مرنے کے  
 بعد سارا مال اس شخص کو مل جائے اور اگر وہ حقیقت میں باپ نہیں بن جاتا۔ تو قرآن  
 کرنا پڑے گا کہ یہ مسئلہ جھوٹا ہے کہ کوئی حقیقی باپ یا بیٹا صرف زبان کے کہنے سے  
 بن سکتا ہے

اب ہم پھر دیا مندی نیوٹ کی لفظ رجوع کر کے کہتے ہیں کہ مندرجہ بالا دیا مندی کا  
 جواب ایک ہدایت ہے یہ وہ اور زندگی مرد کے لئے کہ جب عورت مر گئی یا مردی  
 مر گیا تو گویا مالدار کی صفت تو خدا ہے آپ ہی پیٹ دی اب مجھ پر ہوا اور خوش ہو  
 ایک مدت شادی کر کے بھی دیکھ لی اور خط اٹھایا اب سبکدوش ہو کر زندگی بسر  
 کر دے اگر شہوت زور کرے اور رہا نہ چلائے تو نکاح کا نام بھی نہ لینا۔ البتہ مرد  
 کسی مرد کا منہ کسی زندگی مرد سے یا مانہ جوڑیوں سے کہو کہ یہ دید کی آگیا ہے  
 اور یہ ایک قسم نیوٹ کی ہے جس کا دید مقدس ہے حکم دیا ہے اور یہ بہت اچھا طریق  
 ہے کہ بیوی خاوند کے مرنے کے بعد خاوند بیوی کے مرنے کے پیچھے بظاہر توجہ دے  
 یا جو گن ہی ہے رہیں مگر شہوت رانی کا کام ایسا عمدہ چلتا ہے کہ نکاح والوں کو بھی  
 پیچھے ڈال دین کیونکہ عیسائی اور مسیحی جو نکاح کی پابند ہوں صرف ایک خاوند کی قید میں  
 رہیں مگر نیوٹ میں تو یہ لطف ہے کہ ہر ایک حال اور ماہ اور دن میں ایک بیٹا



اس سنا ہے اور پھر اولاد کی بھی کمی نہیں۔ اور ساتھ اس کے بقید می اور آزادی  
 بھی کیوں گی دھر سپال اب بھی کچھ دیندی تھ پھر کایتہ لگا کہ نہیں مگر ماشہ ہی  
 اسے حیا دار کہاں ہیں کہ بیوہ اور زندہ سے کی حراہ کاری سے کچھ شہر اگر یسی تا پاک  
 تعلیم کو بخش سمجھیں بہ نیک کہ نہیں جیتے جاگتے مرد کی دیوی سے نیوگ کر کے نہ کھایا  
 جات اس بیٹے ہم دوسرا نیوگ جو زندہ شوہر زال عورت کے بیٹے تجویز کیا گیا ہے دیا  
 سے دکھلاتے ہیں سینے

کسی نے جب کے یہ نزدیکی سے پوچھا  
 اور ہوا بہ بہانہ بھی باں نیوگ کرے  
 زنی کو جانت کہدے کہ میں سوں نہ تباہ  
 اسے کہاں سے وہ نہ دلاں میں کہینے  
 کھٹکے گو میں اولاد نیک پرستہ  
 نیوگ دے سے برتے نیوگ کی رعیں  
 اس وصال تو ج کر پئے نیوگ سے +  
 جو کھہ کھہ کھہ کھہ کھہ کھہ کھہ کھہ  
 زانیہ یادہ رخصت کر کے اب  
 بغل میں غیر کے دیکھے بہر کوئی نہ۔

نیوگ ہوتا ہے بیوہ کا یا سہاگن۔ کا  
 پتی کے واسطے طاقتوروں۔ سے بھوک کر  
 مردے ملو وہ تولے نیک تہمت اور سہل  
 جدا ہواں سے کہیں اور جام ول پئے  
 کمرشاد وہاں یہاں۔ ہے کمر بستہ  
 پہ خادمانہ معاشرہ پتی کے ہو بس میں  
 ہونہو نہ تعلق یہ اسنے روگی سے  
 یہ زوی کیا ہونی کھہ ہی کرے کی چتر  
 کسی کی کوشش و محنت کو کچھ نہ بھلا  
 پھر جس حیت و غیرت پہ بھی شریف نہ

اس فہرست تصدیق کے واسطے سب رتہ پرکش رود و صفحہ ۵۱، ۵۲ دیکھئے  
 کتب خانہ دہلی







## کیون جی ہر پال

حقیقتیں اور صداقتوں پر محسوس کا تمام گانا ہو  
 اس ناپاکی اور دیوٹی پر راضی ہونا اور بیچارگی  
 سے جھوٹے طور پر دوسرے کے لطف کو اپنا لطف قرار دینا کہ یہ میری اولاد ہے کھد  
 چائی اور حیات اور حیات کا خون ہے اگر ایسا نہیں تو کچھ جواب دو کہ ایک بے تہذیب  
 کے لئے س سے زیادہ کونسی رسوائی ہے کہ اس کی بیباک بیوی اور خاندان کی انی  
 س کے جیتے جی اس کی عورت کہہ کر داسی کے نکاح میں ہو کر اس کے گھر میں  
 رہ کر کسی دوسرے سے ہم بستر ہو ایسے آدمی کا تو ذوق کر مرنہ ہی بہتہ ہے اس کی  
 آنکھوں کے سامنے س کے دیکھتے دیکھتے غیر آدمی اس کی عورت سے منہ کار کرے  
 درود چپ رہے؟

یہاں تک تو ایک زندہ خاندان والی عورت کو جہنم حصول اولاد دوسرے  
 سے نیوگ کرانیکا بیان ہوا ہے اب آگے اس سے بھی زیادہ دلچسپ دیانندی  
 شریچر تہ ہے جس میں ایک مرد سے نہیں بلکہ دس گیارہ مردوں سے سب ضرورت  
 نیوگ کرنے کی وہ آگیا ہے پڑ پڑتار تھ پڑ کاتس صفحہ ۵۰ کا سوال نمبر ۱۳۶ جو حسب  
 قلم ہے۔

۱۳۶ سوال۔ ایک عورت یا مرد کتنے نیوگ کر سکتی

ہیں اس مسئلے سے کیا رہیں مرد تک عورت نیوگ کر سکتی  
 ہے اتنے ہی مز بھی گیا رہیں عورت تک نیوگ کر سکتی ہے

اس سوال کا جواب کامنٹ صاف ہے "ریٹ نیوگ سے ۵۰ تا ۱۰۰ اور  
 ایک پس جادے گرد دس حصے چوتھی سے دس تا ۱۰۰ تا ۱۰۰ تا ۱۰۰  
 اور اس سے بھی زیادہ حصے مرد سے سونے کیسے اگر اس کو بھی شوق  
 ہے تو یا پھر اس کے لئے ہاتھ پیر سے اس سے بھی نہیں مرد نہ عورت تو یہاں تو



کرے اور اگر اس سے بھی کچھ نہ بنے تو محبت نہ پاسے دسویں شب پہنچے اگر  
 بھی نہ اپنی ہی ہو۔ تو نہایت ہنس لک اور بھی سہی گیا۔ ہو میں کے پاس جلیسے وہ تو  
 غزوہ ہی عامہ کر کے چھوڑ گیا۔ در نہ پھر آگے اب عدسے اگر گیارہ تک بھی مقصود حاصل  
 نہ ہو تو صبر کرے اور دیانند کی جان کو بھی رو یا کرے سبحان اللہ کیا کہنے ہیں اس  
 پاکیزہ تسلیم کے عورت کیا ہونی نیوگیوں کی ممتحن یا ان کی چاند ماری ٹھہری کہ کسی نہ  
 کسی کی گولی ٹوٹ نہ پھٹے گی ناظرین معاف کریں یہ نیوگ کا سنجیدہ ہی ایک ایسا قابل  
 شرم عقیدہ ہے کہ اس کے بیان میں گو کیسا ہی تہذیب سے کام لیا جاوے پھر  
 بھی بوجہ ناپاکی اور گندگی نفس مضمون کے ناگفتنی باتیں لکھنی پڑتی ہیں دیانندی لیرنگ  
 اس درجہ کا محض ہے کہ ہر طرح سے اس کے گند کو کوئی سنوار سنوار کر بیان کرے  
 تب بھی وہ اپنی اسلیت سے بدلا نہیں جاسکتا نہ اس کی بد بود دور ہو سکتی ہے بد بود  
 اور ہر گال اکچھٹلی ہونی یا نہیں کہ کس قدر نہ بیکر گند ہے یہ عورت کا ہوسٹین  
 کہ گیارہ ختم کر ڈلے مگر پھر بھی نیک بخت کی نیک بخت اور لالہ جی کی لالہ ہی تھی  
 رہے اور مرد بھی گیارہ دور توں کا نادند نہر ایک ہی عورت کا کہلاوے اس کے آگے  
 بھلا تعدد و ازدواج کی کیا حقیقت ہے اور رندی بازی کی کیا ضرورت یہ خانگی بازی سی  
 عزت کی ہے کہ نہ پیر کا حشر نہ گناہ کا نام بلکہ ساتھ ہی کسی قدر دھچکناکے ملنے  
 کی امید منت ہے ایسی تعلیم پر اور وقف ہے اس بیخبرتی پر

|                                     |                                          |
|-------------------------------------|------------------------------------------|
| عجب درد نواں اور نیوگن کا یہ درد ہے | نیوگ پر نیوگن جان و دل تیریاں بنے        |
| بنیں اوتار کی خواہش دیانندی نیوگن   | تو بے بار میں دھرت جہان ویریاں بنے       |
| نیل میں غم میں کسلا میں این تو جو   | اسی شرم و حیا پر تو صبا شاد و فریاں بنے  |
| یہ گرجھ دیانندی کہ نہ مستند تر      | نہ درد تو بیک نور و جہد از عقل ہنساں بنے |



نہا رہی پاریں یہ دنیا سرسبز ہے۔ شہیدانِ یمن ایک خیر برکت  
بزرگم۔ و تریس یہ گزشتہ ہے۔ حق پرست ہو دو بانوں و جوش

## مہاجران

ہو تو دو دن چار گز کی رئیس کے سر پہی اور  
ان پریت سب سے سن سے ہی ترقی کے لئے  
پیر دیندہ شخص شہوت فرد کرتے، شہر تبار سب ذر میں کو بھی سن سینت اس بقیہ  
سرکات کو آٹھ رستہ ۵۰۰ مسوں میں پڑ چاہیے جو طبع  
۱۰۔ سوال جب ایک مرد ہو گیا، ایک مرد کے  
سب ایک عورت، ایک عورت کے بے ایک مرد  
سے اس میں عورت سادہ نم المرض یا مرد نم المرض  
ہو چکا اور وہ ۵۰۰ رہا رہا نہ جاسکے تو  
پھر کیا کریں؟

جواب اگر عورت سے ایک سال محبت نہ  
کرتے عزت میں مرد سے بادل نم المرض مرد کو  
سے رہا نہ جاسکے تو کسی سے نیوگ کر کے اس کے  
بے وند پیدا کر لیں۔ لیکن زندگی بڑی بات ہے  
نہیں صفحہ ۵۰۰

اس عق پر یہاں جس سے کہ عورت کے صلہ ہوئے کی حالت میں مرد یا عورت  
پر یہی شہوت غالب ہو کہ ان سے ضبط نہ ہو سکے تو مرد و عورت شہوت کے فرد کی  
ان میں سے کسی سے نیوگ کر کے اس کو وند جن میں یہ دیندہ جواب کسی مزید  
کو محتاج نہیں ہر شخص اس کی سمجھ سکتا ہے کہ آپوں کی وہ ڈینگ سب کو خورد ہو



کہ نیوٹ تو محض وہ کی خاطر ہے جس دیا تندی ہدایت میں معاف بتلایا گیا ہے کہ  
 کہ نیوٹ شہوت کے فرو کر کے کا ایک ہے۔ نیز در افادہ میں یہ کہدیا ہے کہ  
 جب کسی مرد یا عورت سے باعث ہوئے عالم شباب کے شہوت  
 زور کرے اور رہا نہ جائے تو وہ کسی سے نیوٹ کرے۔ یہ سب وہ بات تو کوسوں  
 دور جا پڑی کہ نیوٹ محض او کی خاطر ہے کیونکہ جس عادت میں عورت حاملہ ہے  
 اور اولاد کی امید موجود ہے تو پھر دوسری عورت سے جو اس حاملہ بوی کا خاوند ہو  
 کر تاسے اس کی غرض کیا ہے؟ صرف یہ ہے تاکہ مرد پر شہوت زور کرے ہی ہے ورنہ  
 فرو کر نیکا تو گھر میں نہ تھا۔ وہ حاملہ ہونیکل وجہ سے بیکار ہے۔ ب اور بچائی کیا کرے  
 دوسرے دل و حرم رندی ازی میں تم کے خلع ہو نیکل قن اس میں وہ خالی ہے کہ  
 اپنی شہوت فرو نہ کرے تو کیا کرے۔ البتہ جس خالی جو حاملہ مرد سے  
 جو و براہ ہمدی اس کی نظر کردی ہے بطور احسان کے اس کو بچہ جنم دیا جائے تو  
 بیج بھی ضائع نہ ہوگا اور ہم ثواب ہم خداداد نمودن رہینگے۔ ہذا میں نیوٹ حاصل  
 مقصود ہم جنمایا اولاد حاصل کرنا نہیں ہے نرنی شہوت رانی کے کہ عورت کے شہوت  
 کو ایام عمل میں دوسرے کیساتھ نیوٹ سے مطلب براری کر نیکا حکم ہے لفظ تا اگر اس  
 کا رد والی جس نیوٹ بھی حاملہ ہو جاوے تو بہتر ہو کہ تم ضائع نہ کر کسی کے کام آگیا۔  
 یہ ہدایت تو اس مرد کے لیے ہے جس کی عورت حاملہ ہو اور مرد پر شہوت کا غلبہ کر جس  
 عورت کا خاوند ہوگی ہو ورنہ عورت پر شہوت کا غلبہ آجاوے تو اس نیک بخت کو بھی  
 دیا تندی اجازت ہے کہ کسی غیر مرد سے اپنی لگ بھلا اور شہوت فرو کرے مگر دیا تندی  
 نے یہ جس بتایا کہ ایسی عادت میں عورت و تم المرض خاوند سے جہالت پہلے یا بلا اجازت  
 ہی نیک کر لو۔ نیز اگر چہ نہ تندرہم سنداب و ہم بیال ہی ہیں بتا دے کہ اولاد  
 کی خواہش کرنے والی نیک بخت کے لیے تو منی جو صلہ خود کو ذبح اجازت دینیک



یہ بات کہ وہ کہہ رہے کہ نیک بنت تو مجھ سے ملادو دوسرے خاندان کی خواہش  
 کرتا مگر شہوت فرو کرنے کی خواہش کرنے والی عورت کو کس طرح اور کن غلطی  
 اجازت ملے گی یا اجازت دینے کا حکم ہے کہ عورت اپنے دائم مریض شوہر سے یہ خواہش  
 کرے کہ ہے پتی مجھ سے بغیر مرد کے ابد ہم نہیں جاتا آپ فراخ جو صلیبی سے کسی  
 خدمت مضبوط قوی جوان سے ان بھولے سناور شہوت فرو کرنے کی مجھے اجازت دیں  
 تاکہ میں تیری پاؤں یا خود شوہر ہی اس کو اجازت دے کہ اس شہوت فرو کرنے کے لئے  
 خواہش کرنے والی پاکدامن عورت تو میرے سے علاوہ کسی دوسرے طاقتور مشنڈی  
 کی تلاش کر کے ہی آگ بھجائے کیونکہ اب مجھ سے تو تیری نسل نہیں ہو سکی غرض جس  
 نسخہ دے دیا ہو وہ دیر بہال ضرور بیان کر کے اس نامتتام جواب دیا تندی کو مکمل  
 کر دے مگر یہ عجیب بات ہے کہ

|                                    |                                    |
|------------------------------------|------------------------------------|
| یہ عیاں سے پھر چھوڑ کیوں نہیں سکتا | جو رک ہی سکتا نہیں فطرتی عمل سب کا |
| نہ یہ کہ غیبت جتولے اس پر حیر کرے  | ہو ابے جبکہ نکتا تو بیٹھے صبر کرے  |
| نہ عقل کرتی ہے نسیم نے حیا جس کو   | یہ کیسی فحش کی تعلیم ہے ہر بار شو  |
| نوس تیرہ کے بھی دیوانہ اور ہو گیا  | جب ہنی جوہر کو غیروں کے خود جو لیا |
| کندہ نذر کسی غیر کے لئے کرتی       | غروتی بھی تو تھی نہ ہا سنے کرتی    |

ایک مزیگ کی اور بھی ہے جو دیا تندی نے سبباً تھوڑا کاش کے سفر ۵۰۰ دفعہ ۱۰۰  
 میں بانٹا ہے اور وہ یہ ہے کہ

گرمیا باخ دندہ ہر مکی غرض سے غیر ملک میں گیا ہو تو  
 یہی عورت تھوڑی اور مگر غریبہ می کے بنے گی ہو تو  
 چھبیس و دلاوت وغیرہ متھد کے بنے گیا ہو تو میں کیا



تک انتظار کر کے اولاد پیدا کرے جب شادی شدہ  
خاوند اسے تو نیوگ شدہ خاوند سے قطع تعلق ہو جائے

اس عبارت کا مطلب یہ ہے

جو پردیس جاؤ تو عورت تمہاری } مصیبت نہ آوے نہ کونہ کی ماری  
کر لی نیوگ اور سے وہ بیجاری } تمہیں دیگی اولاد اک پیاری پیاری  
کسی اور سے جا کے بیٹا جناوے  
ذرا اس سے دل میں نہ وہ بچکاوی  
تجارت سے نکلو تو سو سال پیچھے } جو نوٹو تو پو بارہ ہونگے تمہارے  
مع سود تم اصل پانہ گے آگے } ملے پوری اور بے مشقت کے بچے  
جد اس نیوگی سے ہو گی نیوگن

کہ جس نے اڑایا تھا سب کا چون

ننگے چلکر دیانند لیتا ہے کہ نہ کیلے بھی قاعدہ نہیں ہے

عورت باغیہ ہو تو آٹھویں برس اولاد ہو کر مر جاد

تو دسویں برس جب اولاد نہ تبت تب لڑکیاں ہی

ہوں لڑکے ہوں تو گیارہویں برس تک ہو جو بدکلام

پوسنے والی ہو تو جلدی ہی اس عورت کو چھوڑ کر دوسری

عورت سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے صفحہ ۱۵۲

لیجئے ناظیرین! یہاں تو دیانند نے بیباکی ڈودی اور آریوں کی جڑ سے ناک

کھاٹ کر اسلام صداقت کے ملنے پر مجبور ہو گیا کہ جس طلاق کو آریہ برہمتے ہیں وہی اس کی

نہایت محل گیا اور حق بزبان جاری گرد کی مثال صادق آئی۔ کیونکہ مندرجہ بالا عبارت

میں چار صورتیں دیانند نے بیان کی ہیں ۱۔ اگر عورت باغیہ ہو دس (۱۰) اولاد ہو کر مر جائے ۲۔







مقبول برداشت کی وجہ سے عورت عجز و سب سے مرد کی ضرورت ہوئی ہے ورنہ مرد کی سختی  
مرد کو درد پہ گرنے کے ناقابل نہیں نہایتی اور یہ عجیب فلسفہ ہے کہ جو مرد ایسا تکلیف  
لاجسہ ہو وہ کیونکر یاد کر لیا کہ حرام کے ٹک سے اس کی جہاد سے کدورت نہیں اور  
ہوہ سے زنا کاری کو پوتر و بدایا ہی سمجھ کر اس کی وفات سے بھی دست بردار ہو کر رہے

## آریو کچھ نو عمر ہم کرو

میں آریو اقم نے کیوں تم سے گرائی غیرت نہیں ہے تو کیسی ہے مجھ سے  
انہیں تم پر پناہ دینے کیوں گھر کر عزت سب اپنی تم نے ہر خاکساروں  
وہ دید خوب ہو گا جس میں یہ مسئلہ ہے جس نے نیوگیوں کو نیچے جسکے دکھانی  
کھانا جو روفوں کو کیوں کر دیا ہے تم نے کچھ تم سے تو دو بیویوں زیر پرستی  
جبر و تو ہی تم سے فیہ دل سے جا لایا کیا حوصلہ ہے ہاں کیا ہے یہ پارسائی

نیوگ بانی تو نائیل بن پ نے ملاحظہ فرمائی اب نیوگ زر دکان کا حساب بھی ذرا  
سمجھئے اس کا گوشوارہ بھی اسی سبب پھر کاش کے صفحہ ۵۴ پر اس طرح دیلے کہ  
۱۔ ایک گویا ایک بیوہ عورت دو اولاد اپنے لئے اور دو دو  
دیگر بیویوں کے لئے دو اولاد اپنے لئے اور دو دو دیگر بیویوں  
یک زنا و مرد بھی دو اولاد اپنے لئے اور دو دو دیگر بیویوں  
یوگان کے لئے پیدا کر سکتا ہے اس طرح ملکر دس دس  
اولاد پیدا کر سکتی جنت و بد میں ہے صفحہ ۵۴

اس دیکھ کر ریاض کا دیانند سنہوں نے ہمارے کہا ہے کہ ایک نیوگن دواڑ کے تونے دے



اور آٹھ لڑکے چار بیویوں کے ساتھ کل بس درہ دہن کر پور سے چاہے اس کا پس  
بار داری میں نہ تہہ ہی بلکہ ایک گھوکہ نوگن جو چننا دانی ہے وہ تو یک ہے۔ اور  
جنوانے واسے چار جو مختلف طائفوں مختلف حرکتوں اور بیخونوں واسے ہیں جو وہ خواہی  
وہ جتنی جتنی مر جائے گی۔ کیوں جی وہ یہاں سے ہی صحت ہے نا

یہ بات یہ ہے کہ عورت ہے سر کی کھینچی ۔ بڑا غضب ہے کہ تم نے زمین ہی سمجھی  
ہو جو مولا سے وہ سب کریں سے چوتہ نصف بٹان دویا پھوپھ سے  
کہ اپنے گھر میں اگر کچھ اور کھیل نہ ہا  
طلب کیا کوئی زانی شریرہ تو ر  
وہ آئے گھر میں نہ رہیں وہ دے دلا  
ترقی مشقت و محنت تو جمع ہو اس میں  
یہ کیا خبر ہو گزس کا بیج بھی کھو گھا  
پھر لگے سار کسی درمزد کو دو گے  
اسی طرح سے بھر گیا معدن کبھی کبھی  
ہو بھی بیٹا تو کیا نامو پسر آید  
نیوگ نادگان کی تقسیم نہ چلی تو اب یہی کچھ نہیں خدوری ہے کہ نیوگ بچے اس  
کے بیٹے ہو گئے آیا نیوگن کے گھٹ سے پیدا ہوئے ہیں یا نیوگن کے جس کلاوی لطف  
ہیں یا نیوگن کے اس عالی حوصلہ حقیقی خاوند کے جس کی بیوی ہے وغیرہ وغیرہ  
کے لئے سیدہ تھ پر کاش معلوم نہ ہو اس نمبر کا دوسرا جواب سنکر معلوم کرو کہ جہان پر  
وہاں نہ عقد ثانی و نیوگ برقرار رہتا ہے وہ اس طرح ہے کہ

دوسرا فرق نیوگ اور عقد ثانی میں یہ ہے کہ اسی  
بیان عورت کے لئے کسی ملک سے دوسرے ملک کے واسطے



مستحقان از آن عورت جس منہ دیکر کہا ہو گے  
 رشتہ بوجہ دنیا و دنیاویوں کے نسبت بہت ہیں نہ اس کا  
 دوسرے موت کے ورنہ اس نیوک کر کے اسے کا اختیار نہ  
 لڑکوں پر رہتا ہے بہت دیر کے منہ دیکر دنیاویوں کے  
 خاندان کے متعلق یہ ہے کہ اس میں کوئی ہندو کے رشتہ  
 ہو کر ہی نہیں رہتا ہے۔ صفحہ ۳۴

## نالیس

نالیس در میں اندھیر کو غور کر کے جس پر سے ہل چلا یا جہاں سے کو تو  
 پتہ بھی نہیں ملتا تو پیداوار کا مقدار ایک زمین ہی بن بیٹھا کیا یہ بھائی باپ کو تہ پر  
 زمین نہیں ملتی ہے کس قدر بے نصیبی ہے کہ اس کی سی گاہ بے پست کی گئی  
 بغیر ہائی اسل مالک کے استقامت خیر صاحب دو بات نہیں سے کیا  
 مطلب قرار در مالک زمین جس طرح رضا مند ہوں کرتے ہیں وہ ہم آپ کو اور  
 بات سناتے ہیں اور وہ کہ یہاں آپ نے بتک بزرگ جیسی گندہ کمانی اور سپر  
 یا تندی و رفتاری سے ایک صد مت اور ست جہی جہت ساختہ دی تندی قلمت  
 کی پست من لیتے ہیں یہ ساری تان بزرگ کی درجہ پر کر کے جو آپ کے سپر  
 دے داری اور دروغ کہ انہ بنائے کو سچ کر دکھایا۔

|                                   |                              |
|-----------------------------------|------------------------------|
| کہا ہے جس کو دیا نند نے عجیب بیان | مردہ میت ہوا کہ نند نے بیان  |
| قرآن پاک کا تم معجزہ اسے سمجھو    | کہا ہے کہ اس کو نند نے دیکھو |
| کہا ہے صاف دیا نند نے یہ غور کرو  | کہا ہے اس کے متعارف کو       |
| کہ تمہیں تہ کو نورج کو بے جا گوہر | کہا ہے کہ یہ مردوں کو دیکھو  |
| غیر مرد سے عورت بھی سناہ کر       | کہا ہے کہ مرد و عورت         |
| زمین نہیں جو صاحب روح یاد دہانی   | کہا ہے کہ کوئی قلم کر        |



وتم نہ سترہ گز سے بڑی چب زیادہ اس سے کوئی میو تو نہ ہوگا  
 رت سے کرب خفت درجہ زل ویک خریکار اس کا گھمبہ پڑ پھل  
 میں خس کرتا ہوں تم سے بہتر دیا نہ جی سے خود تھریر

## دیباچہ پنجم

”سہ دردم اور مرد کو دھین رکھا

جانبے پیرج خضر مسج خون کو سنبہا

گھمبہ میں چاکنی میں ش قیوت فیروز گمانی عورت

نار بہر بہر دوان کی صحبت میں کہوئے ہیں

سہ دردم پیر ہوتے ہیں کیوں کسان یہ مال خاں

مگر بھی ایشا نصیحت یا باغچہ کے سوا کے اور

کہہ دیج نہیں بوسے جبکہ معمولی بیچ و چل

کاس ہسدر بہ نو تو سحر سے کس کی سنان جسم کے

رست کے شرج کوڑے کھت میں کھتا ہے وہ

نہیں ہے و قوت کھتا ہے کدھر کدھر پھل

نہیں ہنس بہ ہنس گزرتا قول سے نہ

کہاں ہے بہر میں کوئی کس کا خیال جو ذرا دیا نندی تک میرند و کو پڑھ کر نہیں جواب

دے کہ زندہ و زندہ و ناگہانی عورت اور غیبتی سے باہر گمانی عورت

پہنچا پانچ پیر اور ایسی بیوگن زمین میں جو نہ گنت ہے اس کو کون سا پھل

مکاسب کیا وہ بقول دینہ سنان خشت کے چ کو پہن نصت باغچہ کے سوا

بگن زمین میں کھو کر کھچل اس کو نہیں یگے جو جی کس نامال سے بھی

بڑھکر بے وقت نہیں تہ اور کیا ہے سوچا کچھ بہت

ایک بات اور بتیڑی سی بیان کرنی رہ گئی ہے کہ نیوگ کس طرح اور کس جگہ  
کرنا چاہئے یعنی رسومت ہنگ یک ہیں اور نیوگ عورت نیوگ مرد کے گھر جو کہ نیوگ  
کراؤ۔ یا نیوگی وانا کو نیوگن کا خاوند اپنے گھر میں ملا دے سو اس کا جواب  
ہم سے لفظ میں تو یہ ہے کہ ڈنکے کی چوٹ نیوگ کراؤ۔ وہ عالی حوصلہ خاوند اپنے  
گھر میں اسی نیوگ مضمون ط جوان کہ دیکھ پال کر بلائے اور آنکھوں کے سامنے  
اس نیک نیت ہتھیلی شہوت کی ماری کو اس کے ساتھ سداوے دور اگر  
دیانتی الفاظ مطلوب ہوں تو مندرجہ ذیل میں ان کو مل جملہ فرمایا ہے نتیجہ ایک

یہ ہے کیا نیوگ ڈنکے کی چوٹ کیرن؟

**جواب** جیسے علانیہ بیاہ ویسے علانیہ نیوگ  
جس طرح بیاہ میں نیک اشخاص کی صلاح اور دامن  
و دھماکی رضامندی ہوتی ہے ویسے نیوگ میں بھی  
ہونی چاہیے یعنی جب عورت مرد کا نیوگ ہوتا ہو تب  
اپنے خاندان میں مرد عورتوں کے سامنے ظاہر کریں  
کہ ہم دونوں بادل پیدا کر سکتی غرض سے نیوگ  
کرتے ہیں تب نیوگ کا عائد پایہ رہو جلیکا تب ہمارا  
قطع تعلق ہوگا جیسے میں ایک بار اگر بیادان (بہتری  
کلام کریں گے) کے قیام کے ایک برس بعد جدا  
ہیں گے صرف ہم انگریزوں کی صورت میں عورت اسی



بیابان و تندر کے گھریا رہتی ہے صفحہ ۱۷۷

نیوگ کی خوشی میں ایک امر دہاند یہاں یہ بغیر تصفیہ کے چھوڑ گبا جو بہ ہے  
میں عورت کا شوہر ہو رہو اور اس کی جو ریر شہوت لے غلبہ کر رکھا یا جس طرح  
کی عورت حاملہ ہو اور اس کا شوہر شہوت کے زور میں آ رہا ہو ان دونوں حالتوں  
میں اولاد حاصل کرنے کے لئے تو گر بیاہان کا کام کرنا نہیں پھر میاں بیوی  
نیک شخصیت سے کیا صلاح ہیں درتہا بھی سطح رضا مند ہوں اور اپنے خاوند  
کے مرد عورتوں کے سامنے کن لفظ میں اپنے مقصد کا ظہار کریں اور کوئی شرط  
قرار دیں ورنہ کس کے گھر میں یہ بوتل فعل پورا کریں آیا حاملہ عورت کا خیم کسی نیوگ کو  
یا میرض خاوند کی عورت کسی نیوگ کو اپنے گھر میں بیا کر شہوت فرو کریں کرادیں یا نیوگ  
نیوگ کے گھر جا کر اس آگ کو بجھا دے وہ میاں اس امر کا تصفیہ کر دے تاکہ ایسے  
نیوگ میں کوئی وقت نہ پیش آوے اور یہ بھی ظاہر کر دے کہ نیوگی اپنے تمام عادات  
کو رت میں سہتہ لی کر نیوگ کے گھر میں نیوگ کے خاندان کے سامنے یہ باہمی  
معہدہ کرے کہ ہم دونوں اولاد پیدا کرنے کی غرض سے نیوگ کرتے ہیں۔  
صرف دونوں میں سے ایک کے خاندان والوں کے سامنے یہ پاک رسم پوری  
کی جادگی؟ اور وہ کس کا خاندان ہوگا عورت کا یا مرد کا؟

## نظم و نثر

زنا کاری کا یہ رسم عجیب جس بنایا ہے  
نیوگ اور نیوگ کی یہ کاری سے دیکھو تو  
اُسی نے کچنوں کو شرم سے نچا دکھایا ہو  
زین کو نہ ازلہ ہے آسمان چکر میں آیا ہے  
بہار وید نے گہر گھر جب یہ گل کھلا رہا ہے  
ہوتا اصل پر عقل دم جبر میں کر آیا ہے  
لذت میں یہ صاحب سہل خوشی سہل لٹھلا  
نیوگ کی جسدان میں تر پکر لگ مر جات





میں یہ بوجہ اس کا شویہ دے رہی ہوں کہ اگرچہ ہوسہ ۱۵۰ جس عورت کا ہوتا  
 تریف و تہنید نہیں تو ہم کہتے ہیں کہ وہ جسے پہنچا کر دوسرے سے مراد یا عورت  
 سے بہت گھٹا ہے۔ جو حاصل کرے (۱۰۰) جب کسی مرد کی عورت حاصل ہو یا کسی عورت  
 بہت سے مرد ہو اور اسے وراثت میں دینے میں سے کسی پر شہوت خفہ کرے  
 تو بوجہ اس غم و ماتم و ہراس میں عورت سے جتن حاصل کرے یہ سب قصاص و نیوک  
 نہیں جن میں دوسرے سے وراثت کی ہدایت کی گئی ہے مگر یہ نہیں تھا کہ بوجہ  
 زنا و بوجہ بیک ورنہ اس کا اہم کیا ہے کہ جس عورت کا خاوند بوجہ وقت غمی  
 و جوار و امید کرنے کے وقت میں ہنس رہا ہو خود اپنی جوار و سک و سلسلہ زندگی تلاش کرے یا  
 اس کی جوار و فکرت و شغل کرے اور وہ؟ ورنہ نیوک و انا و کسی ڈاکٹری سائنس کی  
 سے اسے ہوتا ہے کہ اس کی منی والا جٹانے کے قابل ہے یا عورت دو چار روز کی  
 شقت سے اس کی طقت کا نازہ کرکے جھین کر لے لے کہ ہمیشہ اس سے بڑا پیدا ہو جائے  
 کی امید ہے اگر باوجود حق و قوت و ریاست کے بھی اس سے نیوک کرے جس سے بچائے لڑکے  
 نہ کہ بوجہ ہر گز کی بکریا پھر سی بیٹ بیوی ستر نیوک کرے یا بوجہ کسی دوسرے کی ہوسہ  
 نہ کہ بوجہ عورت کے ساتھ بیکار و خوار و زندہ نہ ہو مگر اور دہانے کی قہریت  
 کی بھی یہ ہیں بھی بھی ہوگا اگر سزا دے۔۔۔۔۔ یا اس کے خاوند یا اس کے  
 خاوند سے یہ ہو کہ عورت کی معاوضہ دینے و یا ایسا نیوک کرے کہ بے صرف  
 خاوند کی اجازت و رضا نہ دے ہی ہی کافی ہے۔ یا حسب رسومات سیاہ عورت کے خاوند  
 جن میں صلح و سنی چاہئے ورنہ اگر ایسا کہ معاق عورت تو چاہئے کہ میں نیوک  
 کر کے اپنے بوجہ شوہر کا، مرد و روشن کروں مگر وہی شوہر غیرت دار ہو کر خاوند سے ہو  
 یا اس کے برعکس کوئی مرد جو صمد شوہر اجازت دیکھے ورنہ خاوند بھی بوجہ اسے  
 نہ عورت کی نہ عورت ورنہ دیکھ دیکھ کے دیکھ کے کہنے پر تلے نہ کرے تو پھر

کی کیا جاوے گی کیونکہ نیوگ کے روکنے میں تو پاپ ہے کیونکہ یہ آریہ دھرم ہے  
 اور پوتنہ کرم احمد نیوگ کر سکا اس روگ خاندن کے گھر جا کر جام وصل پئے گا  
 یا کوئی نیوگ مند میں ایسا لگ جانا جائیگا جیسا کہ جگناتھ کے نیوگ مندر بنے  
 ہوئے ہیں جنکا ذکر آریہ مسافر نو مہیشہ کے صفحہ ۶۴ پر اس عبارت میں کیا گیا  
 ہے کہ مندر کے ہر چار طرف قدوم بخش تصویریں نمایاں شکل میں بنی ہیں جو بہتر  
 میں یکام شاستر خواہ کوک شاستر کا شکل سے کوئی آسن ہوگا جو یہاں جگناتھ جی  
 کے مندر میں نہ دکھایا ہو جس مکان میں ہم ٹھہرے تھے وہاں ایک مندر کے پیچھے  
 چار نقش تصویریں اس قسم کی بنی ہوئی موجود تھیں لوگ کہتے ہیں کہ کسی زمانہ میں  
 یہ وام مارگ کا مندر تھا اس لئے یہ نقشے زمین نشین کرتے کے لئے بنائے  
 گئے تھے مگر مہارشی دانست میں اس کے سوا کوئی اور بھی بات ہوگی۔  
 دیکھو دھرم پال یہ تمہارا قدیم آریوں کی عبادت گاہ کا ایک نمونہ ہے جس سے ہم نفس  
 معلوم کر سکتا ہے کہ وہ کیسے پوتر چلن کے بزرگ ہونے گئے شیم شیم شیم پھر یہ  
 بتاؤ کہ پردیس میں گئے ہوئے شوہر کی واپسی پر جو سادی کمائی نیوگی کی لیسکر اصلی  
 شوہر کی بغل میں نیوگن آگھسے گی تو ایسی صورت میں اس جاہل کسان سے بھی زیادہ  
 بے وقوف نیوگی کو کیا پھل ملیگا۔ اور ان ایام میں گر نیوگن کو نیوگی ایسا پسند آگیا  
 ہو کہ اس کو وہ چھوڑنا نہیں چاہتی تو اصلی خاوند پھر کیا کر گیا اگر کسی ریاستہی کی جو رو  
 بغیر اجانت اپنے تئیں کے کسی غیر مرد سے آشنا کرے اور اس سے اس قدر محبت  
 ہو جادے کہ وہ اصلی خاندن کی صورت دیکھنے کی بھی روادار نہ رہے بلکہ اس فکر  
 میں ہو کہ کس طرح اس دیوت کو نہر دیکر چلتا کروں اور اس کا علم پورے یقین کیساتھ  
 شوہر ہو گیا ہو تو ایسی صورت میں اس صورت کے فیہ دیگی کیا آگیا ہے اور اس شوہر  
 کو کیا کرنا چاہئے؟



نے دیا تہذیبِ سرِ دستِ حرفِ یہ اس سوال بطور استفسار ملا وہ ان اعتراضوں کے جو جوابی اس مضمون میں سب سے پہلے پیش کر کے تمہارے کائنات کی تہذیب کے بارے میں ہمیشہ کی قسم سے کہہ رہے ہیں چاہتا ہوں کہ کیا تمہاری مہم اور غیرت اور شہادتِ حقیقت دیدنی تعلیم سے بالکل مسخ ہوئی ہے کہ جس سے تم اس دیوثانہ حرکت کے بردار کیسے گے وسطِ ہمد تن تیار ہو گئے ہو کہ یہ پیش قدمی کا کام تمہارے گھر میں تمہارے سامنے اپنے باحقوں سے ہو کہ تمہارے جیسے جبرِ بزرگ کے پہلے سے تمہارا چھوٹا یا بڑا بھائی یا برادری میں سے کوئی مشہور تمہاری پیاری بیوی پر محبت کی غرض سے حملہ کرے بلکہ باجائزت دیا نہ کام بھی کر ڈالے اور تم باوجود قوتِ شہوت اور طاقت اور روبرو موجود ہونے کے پاس کی کوٹھری میں الگ بیٹھے خاموش دیکھا کرو اور کچھ بھی چون و چہرہ نہ کرو اور تمہاری نظروں کے سامنے ایک غیر مرد تمہاری سہرونگی منکوحہ اور برات کی بیامتا سے جو نلم و رنگ کے خاندان سے آئی تھی پنجاب اور بغلیگر ہو اور صرف دوسرے دکنار پر بس نہ کرے بلکہ حرکتِ دل شکن سے تمہاری ساری عزت و آبرو کو خاک میں ملا دے اور پھر بھی ذرا غیرت تمہاری جو شش نما سے میں اب تک خوب جانتا ہوں کہ کس قدر ایک شریف انسان کو قدرتی اور طبعی طور پر اپنی عورت کے ساتھ محبت اور غیرت ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ کبھی ایک غیرت مند انسان تھوڑے سے گمان بد پر اپنی عورت کو قتل بھی کر دیتا ہے اور نہ ان کی حالت میں تو مکرڑے مکرڑے کر کے کڑوں کا سچ بھینک دیتا اور اپنے سینے ایک بے شرمی کی زندگی کے بدلے میں بے نیل کر لیتا ہے پھر میں نہیں سمجھتا کہ تمہارا دیا تہذیب یا دیکسی ہدایت لایا کہ جو انسانی فطرت کے طبعی مشرّم و حیل کے بالکل برخلاف ہے کیا کوئی شریف الطبع و سلیم المخلط اس بات پر راضی ہو سکتا ہے کہ اولاد کی خواہش سے یا لڑکیوں کی کثرت کے بعد لڑکھنڈ ہو سکی متنا سے ایک اجنبی کو اپنے گھر میں آپ بلا لے اور





۱۔ کی کھلی ہوئی طاقت ہے ۲۔ جتنا خوشی کی پردہ داری ہے  
 ۳۔ سب کا منتہی ہے گی ۴۔ دینتہ کی پست داری ہے  
 ۵۔ دوسرا اس کیوں حیرت نہ ہو ۶۔ جہکے رسم نبوت جاری ہے  
 ۷۔ محو نہ سجدہ ہو یا کسی رسم ۸۔ لک کے انہار میں تو غوازی ہے  
 ۹۔ جیسے ہے حیرت کر ۱۰۔ آریوں کا اصول بھاری ہے  
 ۱۱۔ زن بیکہ خیر و شہید ہیں ۱۲۔ جس کو اچھو وہی شکاری ہے  
 ۱۳۔ راق سوختن ہیں نہ کہ مرد ۱۴۔ سن کی ناری ہر یک ناری ہے  
 ۱۵۔ وہ واک و ہر دم ہے آپ ایسا ۱۶۔ جس میں واجب حرام کاری ہے  
 ۱۷۔ اریلو اہل میں توڑت سوچو ۱۸۔ شرم و غیرت کہاں تنہا رہی ہے  
 ۱۹۔ کچھ نہیں سوچتے یہ دشمن شرم ۲۰۔ کہ یہ پوشیدہ ایک باری ہے  
 ۲۱۔ مرکب اس کا ہے ٹراوڑت ۲۲۔ اعتقاد اس کا بد شعاری ہے  
 ۲۳۔ غیر مردوں کو گنا غلط ۲۴۔ سخت حسرت ورنہ بکاری ہے  
 ۲۵۔ غیر کے ساتھ جو کہ سوتی ہے ۲۶۔ وہ نہ ہو ہی نہ زن بزاری ہے  
 ۲۷۔ ہے وہ خستہ دل و خستہ پائی ۲۸۔ سنت اس کی کوئی چوری ہے  
 ۲۹۔ ہر وہ نیوگ کے پکے ۳۰۔ آریہ میں ہیں یہ خواری ہے  
 ۳۱۔ ہر وہ ہر خند کی بار ۳۲۔ بندہ اولاد تہہ داری ہے  
 ۳۳۔ نہ اولاد کے حصول کا ہے ۳۴۔ ساری شہوت کی بقداری ہے  
 ۳۵۔ ہر وہ پکاری ہے غلط ۳۶۔ ید کی اس کو آدو زاری ہے  
 ۳۷۔ ہر وہ نیوگ کے پکے ۳۸۔ پاک دامن ابھی بچاری ہے  
 ۳۹۔ ہر وہ ہر خند کی بار ۴۰۔ جسکی ماں نے غصہ داری ہے  
 ۴۱۔ ہر وہ نیوگ کے پکے ۴۲۔ ہر وہ ہر خند کی بار ۴۳۔ ہر وہ نیوگ کے پکے

لالہ صاحب فدا میں جو دو پر وہ نیوگ پر اپنی واری ہے  
 شرم و غیرت ذرا نہیں باقی کس قدرات میں برو باری ہے  
 بہت قوی مرد کی تلاش انہیں خوب جو رو کی حق گذاری ہے  
 تاکہ کروائیں پھر سے گندی (۱) پاک ہونے کی انتظاری ہے  
 خاکیں ملتے ہیں پس پر کے لئے یکایک باجوں میں خاکساری ہے  
 قبل شرم بھیک لیتے ہیں بھیک کی رسم یہ نیساری ہے  
 گھر پر گھر میں نیوگ کے چرچے نہ جی ہے نہ شرم ساری ہے  
 گورمانہ میں روشنی پھیل ان پر اندھیرا اب بھی طاری ہے  
 کیا کریں ویدکا ہی ہے شکم ترک کرنا گناہگاری ہے

بایقین غسل آریہ کے بنے

صاعقہ ہی یہ تیسرا آریہ ہے

ہم دیانندی شرم ختم کر چکے تھے کہ ایک بات اور یاد آگئی جو دیانندی کی فطرت کا  
 فوٹو اور ویدک تعلیم کا سبب باب ہے اور تمل ٹھہرائے کا یہ پتہ طلب ہے اس لئے اس  
 کو بھی آخر میں بیان کر دیتے ہیں تاکہ پہلک کو دیانندی کی بھرپور بات سے میں یقین کا  
 درجہ حاصل ہو جاوے کہ وہ کس قدر فحش ہے نیز نادقت دیانندیوں کو اس جگہ پر  
 عمل کر کے دھڑا دھڑا محل ٹھہرنے کا ڈھب انہیں ناظرین اس مقام کو ذرا سنبھل  
 کر سکیں۔

دیانندی مرد کے منی ڈالنے اور عورت کے منی کھینچنے کی ترکیب بیان کرتا ہے ۱۰

کہ جب ویرج منی کے رحم میں گرتے کا وقت ہو  
 اس وقت عورت مرد دو لون بھیرکت ناک کے  
 سامنے ناک اور آنکھ کے آنکھ میں سیدھا جسم



رکھیں اور بلبل نہیں مرد اپنے جسم کو ٹھکانا  
 چھوڑے اور عورت دیر یہ انتظار حاصل کرے  
 وقت پان ویداسانس کو اپنے کھینچے جاوے  
 مخصوص کو اوپر سکوڑو یہ یہ غلط کو پرش  
 کر کے رحم میں ٹھہرائے بہت رتھ پر کاستن صفحہ  
 واہ رب دیتمد کیا سنیاس کے جوہر دکھائے ہیں اور کیسے کیسی تجہ  
 تہے بال برہم چری رہ کر حاصل کئے ہیں آریہ عورتوں کو تہہ ترس پر قربان  
 ہو نہ موجب ہے یہ مڑے اور یہ آسن بھلا تہہ بغیر کہاں سے کوئی سیکھ سکتا  
 ہے یہ ہے ہیمن کی بی بی دگڑین جگن تھہ کے مندروں پر نقش ہو رہی ہیں جنکو  
 بھل کر یہ مہ ف بھی کہتا ہے کہ کوک شاستر کے نام آسن ان فحش تصویروں  
 میں دھس گئے ہیں اور ان تھاویہ کہ مطلب وہ کچھ اور ہی سمجھتے ہیں اور مطلب  
 اس سے زیادہ کہتا ہو گا کہ اسیت جہاتاؤں کے پچھن ان سے خطرے ہیں چونکہ وہ  
 زمانہ دوری کی اندک بکاری کا زمانہ تھا اس لیے تھا دیر بنا بنا کر شہوت پرستوں  
 اپنے جوہر دکھائے تھے اب روشنی مہم کا دور ہے اس لیے زمانہ میں تھا دیر نہایت  
 بطل پر زور ہوئی اور تہہ فون مانہ تھا لہذا دیا نمذ جی نے غلط اور حرفوں میں وہی  
 نقشہ چھپ کر چھپد زمانہ یا دل یا بے کر کھنٹ وہ میں اب بھی ہی کہتا ہو گا کہ دیا نمذی  
 یہ جو بکیزہ اور مسدھی ڈیر کمر گندہ ہے اگر یہی اس کی بیٹ ہے تو فحش و مانع کے لکھا  
 فحش میں بھلا سمجھا جائیگا دہنہ فحش کا ثبوت اس فحش کو فحش تسلیم کر کے  
 جہد فحش کرے۔

# سوامی دیانند کی تصانیف

## عدالت کا فیصلہ

نیوگ جبکہ اپنی کیفیتوں کے لحاظ سے زنا کاری اور انسان فروشی وغیرہ جرائم کے ہم شکل ہے اگر اس کو صرف اولاد لینے کے بہانے سے جائز قرار دیا جائے تو ہر قسم کے جسم انہم اور بد اخلاقیوں و ظلموں کو مختلف قسم کے جلوں اور بہانوں کی بنا پر جائز ٹھہرانا اور رواج دینا انسان ہوگا اور اس سے سب ایک جرم کا رواج ہزار ہا جسم کا درد اڑھ کھو جائیگا۔ اور اس کثرت سے ملک میں جرم شروع ہو جائیگا جن کا انداد مشکل ہو جائیگا اور ملک میں بے منی پھیل جائیگی اور تہذیب سے گر کر ملک وحشت اور جہالت میں غرق ہو جائیگا اور سی قدیم زمانہ کے جس باسی جنگی اروپا کی طرح گنواہن زندگی کی طرف تیز کر جائیگا اسی لئے قانون سرکاری کے رو سے بھی بیای عورت کا اپنے خاوند کی موجودگی میں کسی غیر سے کسی حالت میں ہم بستری کرنا زنا کاری ہے اسی کے متعلق صاحب جسٹس راجہ اول صلح ایشا و سنے مقدمہ مہینہ بنام گنگا کشن وغیرہ نیوگ کو زنا کاری کی رسم بتایا ہے اس فیصلہ سے چند فقہاء ہمہ پیمان نقل کرتے ہیں۔ دیکھو سناتن دیوہ گرتھ پر ۱۹۰۳ء و ۱۹۰۴ء

۱۹۰۳ء و ۱۹۰۴ء سناتن دیوہ گرتھ پر ۱۹۰۳ء و ۱۹۰۴ء

۱۹۰۳ء کے آغاز میں ایک سناتن دیوہ گرتھ صاحب نے ایشا و میں ایک رسالہ چھپوایا جس میں نیوگ سوامی دیانند کے قائم کئے ہوئے اصولوں پر زندگی گزارنا بتایا گیا۔



در نہوں نے "نصف رسالہ پنکے بر خلاف جناب  
 اسٹنٹ کشنر صاحب پشاور کی عدالت میں ایک  
 مقدمہ دائر کر دیا بعد سماعت مقدمہ پشاور جناب اسٹنٹ  
 کشنر صاحب کی پوری جانچ پڑتال کے بعد آریہ جرنلنگ  
 دعویٰ خارج کر دیا (ایڈیشن تین دسمبر گزشتہ)  
 ایک دفعہ عدالت کے فیصلہ میں سے ترجمہ کے  
 بعد یہ ناظرین کرتا ہوں کہ یہ سماجوں نے صاحب اسٹنٹ  
 کشنر کے فیصلہ کی اصل صاحب شن جج کی عدالت  
 میں دائر کی عدالت اپنی کے فیصلہ کا بھی ایک فقرہ  
 "ج کرتا ہوں فیصلہ (عدالت ابتدائی) ان (دیاندھی)  
 مسائل اور اصولوں میں سے بعض اصولوں تو بیشک ہر  
 ایک عام فہم آدمی کے معیار اخلاق کے  
 برخلاف ہیں۔ در ایک ایسے آدمی کے لئے جو  
 اپنے آپ کو مذہبی (روحانی) رہنما ظاہر کرتا۔ تو ایسے  
 مسائل اور صورتوں کو مستیار تھہر کر کام  
 جیسی دیرمیشک میں جھڑپا لگنا مناسب  
 حرکت سمجھتی ہے۔ اس سے بے گار نہیں ہو سکتا کہ  
 دیاندھی کی خاص دیرمیشک سید اللہ ہاکاش  
 میں فن جامعیت کی نتیجہ شرح ہے مگر  
 دیاندھی خود اس بات کو سمجھ کر مہیا کر دیا اس  
 بعد میں ایک بیانیہ مقررہ تورت کو اپنے





کیونکہ وہ جو محقق ہے ایک بات کہچہ پوش کر کے مدد نہ لے گی۔ نہیں  
 سچ ہو اگر بنا تم سے کہچہ جواب پھر بھی یہ منہ جہان کو رکھ دے گا یا نہیں  
 سنے ہاں ایک در ثبوت نیوگ کے نایاب در گندہ ہونیکے تعلق ہم نقل کرتے  
 ہیں۔ مانٹھ کر اس صاحب دلیل حقیقت کو رٹ سے جو یہ ہے آریہ سماجی تھے در بعد فور  
 و تحقیق دیانندی مذہب کو چھوڑ کر اپنے اصلی مذہب ستان دھرم میں واپس ہوئے  
 ایک رسالہ نیوگ دی بھوج رکھنڈن: تصنیف کر کے ستان دھرم پر اس امر میں  
 طبع کر کے شائع کیا ہے اس کے صفحہ نمبر ۱۰۰ و حسب ذیل فہرست میں ہے کہ

ہم نے اپنی سماجک زندگی میں اور بعد عید کی بھی  
 مسئلہ نیوگ پر گہرا و چار کیا ہے اور اس کے موند  
 و مخالف حوالہ جات کو غور سے پڑھا اور سند ہے یہ  
 سماجی پیشواؤں اور ستان دھرمی پندتوں و  
 دانوں و عالموں سے اس کے سمجھنے کے لئے کمال  
 مدد ملی ہے ہم اس محققانہ تجسس و تفحص کا نتیجہ قوم  
 کے سامنے پیش کرتے ہوئے ظاہر کرنا چاہتے ہیں  
 کہ نیوگ سے بڑھکر غیر مذہب شرمناک اور  
 گندہ مسئلہ آج تک کسی قوم کے ہادی نے  
 پیش کیا نہیں کیا۔ صفحہ نمبر ۱۰۰

ایک اور ثبوت ستان دھرم و لٹریچر کی نسبت سے اس نے کاری کی سحر نیوگ کا  
 ہم پیش کرتے ہیں جگ تھوڑے ستان دھرم اور آریہ سماجی کے دو ورق دیانندی دھرم  
 کا نمونہ شائع کیا ہے جس کے صفحہ نمبر ۱۰۰ پر ایک نظم زیر عنوان ہے دیانندی کی قوت  
 کسی پیراس کے چند شعر یہ ہیں

محقق تھا نہیں ہرگز دیا نند      سر امر نواس کی گفتگو ہے  
 نیوگ اس نے لکھا ہر حاملہ کو      کہو تو عقل کی کچھیاں بھی بوس ہے  
 رہے خاوند ایک مدت جو پڑیں      چنے عورت پس وہ سرخرو ہے  
 تلخ ایک دن کو اس مرقع بتلا      غضب ہے آریو نگاہ گرو ہے  
 پندت ریا ارم شرا ایدیر شان      وحبس پر چارک امر سر ایک ٹریکٹ آریہ  
 سانج کی تعلیم یا نمبر اعلیٰ کے صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں کہ

آریہ سلع ایک اس قسم کا فرق ہے کہ جس نے قریباً  
 تاسد ہب کے نزدیک کی جو کرنے میں کسر باقی نہیں  
 رکھی ہے بلطف یہ ہے کہ تمام کی تعلیم کو بیہودہ گندی  
 ٹپلک وغیرہ بنا کر اس بات کی لاف ماری جاتی ہے  
 کہ آریہ سماج کی تعلیم پورا در پاکیزہ ہے حالانکہ آریہ سماج کا  
 تعلیم اس قسم کی گندی تعلیم ہے کہ خدا نخواستہ اگر ملک  
 میں ساچ ہو جاوے تو ملک کے برابر مرنے میں  
 کوئی شک و شبہ نہیں ہے بلطف

اب ہم نوجو مزید شہوتوں کو جو دیانتدی لڑکچہ کے فحش پہنے کے باعث میں بد  
 پاس ابھی اور باقی ہیں کسی دوسرے موصوفے کے محفوظ رکھا جائے کہ جس کے گمراہ  
 پہنچا کر ناظرین کو مختصر دیانتدی کا پتہ ملے میں جو کو بگناہ اس سرور لکادی ہند  
 نے لکھا ہے



## دیانتہ کی چند نکات

اور اس کا  
پختہ اچھا

معارفہ مسلمانانہ میں ایک نکتہ

وہاں تک کہ وہ اس شہر اور کس شخص کا بیٹا تھا یہ بات ہنوز کسی کو اصلی طور پر معلوم نہیں اس خیال سے کہ زندگی کے اس وقت کے تھیو سوفسٹ نگریزوں کا شمار میں خود طبع کرتے تھے اس کا ترجمہ دہشت رات کے جگراؤں والے نے اردو میں لکھا ہے۔ ہاں دیانتہ کے لٹ باب کا نام اور اپنے خاندان کے مسکن کا پتہ بتانے کی نسبت جو کچھ ذکر لکھا ہے سراسر غلط محض ہے خیرم کو اس سے کچھ غرض نہیں اس کا حوالہ میں معلوم ہے وہ لکھتے ہیں

## سوانح عمری

نذ کو کے صفحہ ۱۱ پر دیانتہ کا قول ہے کہ تھا ایک برصغیر  
ملا جس نے مجھ کو سلاح دی کہ بہتر ہو اگر تم ہمارے مرنے  
مختوک میں شریک ہو جاؤ۔ چنانچہ میں ان کے حقوق میں شریک ہو گیا اس نے  
میرزا بشادہ چٹین رکھ دیا۔ درمیر کے کیرنوں کو اس نے اپنے کیرنوں سے  
بدوا دیا کہ جو خود پسند ہوئے تھے۔ صفحہ ۱۲ پر لکھا ہے کہ برصغیر کا وہ سید تھا  
نے غیب کو چور ہو رہا تھا۔ یعنی شوریہ جو دس عرصہ کوئی چیز  
نہیں ہے جو درجہ دربرہم انور کی کیا ہے۔ "دیانتہ" مجھے بھی طرح سے ثابت  
کر دیا ہے۔ پختہ بھی کہ میرے دل میں یہ بات آتی تھی لیکن ان ہمسایوں  
پریشوں سے اس بات کو میرے دل میں بوری طرح سے ثابت کر کے رکھ دیا

اور مجھے پورا یقین ہو گیا کہ برہم نہیں ہی ہوں۔ صفحہ ۳۲ و ۳۳ و ۳۴  
 تے تمام ہے کہ یہ وہ تندرست ہوتی ہے اس کو سبب بسوں کے جو تھے درجہ میں شریک  
 کر لیا اور اس کو یک ڈنڈ دیا اور اس کا نام دیانند سرسوتی رکھ دیا۔ صفحہ ۳۴ پر لکھا  
 کہ پھر میں مشہور و معروف مقامات و متبرک کتبہ نقوش کی جات تک پہنچے اور ان کے رشتہ  
 کے لئے روانہ ہوا صفحہ ۵۶ و ۵۷ پر لکھا ہے کہ مجھ کو ایک لاش دریائے "پربھتی" میں  
 ملی جس نے اس کو دیات نکالا اور تیز حیا قوت کا نشانہ دیا کیونکہ وہ برہمن  
 "سنیاسی" جو تھے صفحہ ۵۸ پر پینڈال گڈہ کے ذکر میں لکھا ہے کہ اس جگہ مجھے ایک  
 پٹا شیب لگ گیا یعنی مجھے بھنگ کے استعمال کرنے کی عادت ہو گئی۔  
 و بعض اوقات اس کے شر سے میں بالکل مدہوش ہو جایا کرتا تھا انتہی بے ہوشی اور  
 ناخیرت نور فرما دیں کہ یہ شخص بیشتر ایک برہمن پارس کا پیتلا نما جس نے اس کا  
 ہر شدہ چتہ میں رکھا پھر برہمن دغیرہ کی صحبت سے اس کو پورا پورا یقین  
 ہو گیا کہ خدا میں ہی ہوں بعد ازاں پرمانند سرستی شکر اچاریہ مت کے سنیاسی نے  
 اس کو اپنا پیلو بنایا اور اس نے دیانند اس کا نام رکھا مدت مدید وہی مذہب میں رہا  
 اور لپٹ آپ کو خدا بھتا رہا بعد ازاں بھنگ پرنا اور بھنگ پتار ہا۔ اس کے بعد متھرا  
 میں رہ کر درجائے مذہب کے پاس دیا کرن پٹھان ملہ دیکھے اس شخص نے کتنے  
 رنگ بدے اور کتنے مذہب اختیار کئے کس کس کا چیلانا اور کس کس کو ترک کیا  
 جس نے نہ توں دعویٰ خدائی کیا اس سے بڑھ کر کاڈ اور ناسک کون ہو گا۔ پھر ایسے  
 شخص کی گفت و رفتار کا کیا جھڑوسہ یہ بہت ہی مختصر حال اس کا سر دست ہے یہ  
 ناظرین نے انتہائے فصل لائف اس کی جو بالکل تاریکی میں پڑی ہوئی ہے  
 دو سے حصہ میں پیک کے سامنے پیش کریں گے



## بے حیائی کی حد ہو گئی

دیانتدہمی چٹے ٹٹکے کی بات نہ کر کے دیا اور فیرت کو۔ سے ساق  
 رکھ کر سب دھڑک نوگوں کی تلاش ہو گئی اس وقت میرے ساتھی اخبار الحکم  
 جلد ہم کا نمبر ۱۴ مورخہ ۲۷ اپریل سنہ ۱۹۴۷ء ہوا رکھا ہے اس کے صفحہ (۹) کا نام آریہ  
 نیوگ کا شتھار دیکھ کر میرے من گھڑے ہو گئے اور اس کو پڑھ کر جس قدر  
 حیرت اور تعجب مجھے ہوا وہ زمانِ فلم سے بیان نہیں ہو سکتا۔ اس میں شک نہیں  
 کہ نیوگ میں حیا سونہ قیام پر آریہ سماج میں مذہبی اندر برائے عمل و رائے رہا ہے جس  
 کے ہونے کا نہیں کیونکہ شتھار اور دن خانہ یہ کائنات اور مادہ حاصل کرنے کے  
 لئے آریہ مہاشے جو چاہیں کریں کسی کو کیا غرض مگر ایسے کھسے بندوں اشتھار  
 بدیکر و مسری عورتوں کو اپنے پاس حیا شہتہ کے لئے بلانا ہمارے خیال میں  
 یک ایسا فعل ہے جو جس قدر فحش و فحاشات کے نیچے آ سکتا ہے ممکن ہے کہ بعض  
 اولاد کے خواہشمند ریوں کے منہ سے اشتھار دیکھ کر رال ٹپک پڑی ہو اور  
 اپنے دہن سے گھج گھج کی بغیرت سے اپنی استری کو اس پوچھ کر م کے لیے دیانتدہ  
 پاک تعلیم کے بموجب اجازت دیدی ہو لیکن ہا زنی حضرت نیوگوں کی جانب کا کوئی  
 اشتھار بوجوب اس اشتھار کے کسی خبر میں نہیں گرا اس لیے ہمیں ضرورت پڑی  
 کہ مہاشے ہم پر اس جی سے سکیا بات کچھ معلومات پیدا کر کے کہہ رہے ہوں وہ  
 کا روزم شتھار سے یا گرن کو معلوم ہو تو خود بخود تحقیق سے اصرار دیں یہی رہے  
 یہ آریہ سماجی کو کس عالمی حوصلہ ملی ہے اپنی استری بھڑکتے کرتے کو دی  
 اور کوئی نیک بخت شرمیلی نے نیوگ کا دان حال کیا اور اس اشتھار کا آخر  
 کیا نتیجہ ہو یہ تو ممکن نہیں کہ آریہ قوم نے سبنا تھ پر کاس اور دیانتدہ تعلیم کو مننے کے





ایک بک چہ تو اپنے لئے ایک بچہ نیوگی کے لئے بننا پڑیگا س لئے کر جائیں  
 لا والد ہیں در یہ بھی ضروری ہونا چاہئے کہ ہر بچے زندہ بھی ہیں ورنہ اگر نہیں سے  
 ایک طرف کا بچہ کہیں مر گیا تو اس طرف والے کو پھر نیوگ کرنا پڑیگا۔ ایک اور صیبت  
 بھی ہے اگر نیوگن کا بچہ مر گیا تو وہ پرانے نیوگی سے ہی دوسرے بچے کی لین دین ہے  
 اور جو نیوگی دلا ہو گیا تو اس کو مدید نیوگن دھونڈنا پڑیگی کیونکہ پہلی نیوگن تو بچہ دلا  
 ہے وہ اب کہل نیوگ کرنے لگی تا دیکھنا اس پر ثبوت غالب نہ ہو جو نیوگ کی محرک  
 ہے تشریح مختصر یہ کہ نیوگ کی تانی چھٹی بھی ہے کہ دوسری بھی ستر پکا کرے۔ سلجھنے والی  
 ہی نہیں آخر میں ایک نظم اور اشتہار افغان یکھد روپ لکھکر س جھڑ کو ختم کرتے ہیں

## سنو وچیل

ند سے ہو کے منکر کیونج دہریت تجھ جھٹلی  
 چہ سودا زہر ہر کامل ہتھ دستان قسمت را  
 نہ تو سلام کو سب نہ کہہ سلام کو برتا  
 غلط اسلام ہی اک دین برحق اب جوین  
 کرشن را چنند ر سب اسی کے ہونے  
 خدا کا نور چپکا یک دھچک کوہ فاران پر  
 خدا کے فضل سے سارے نوشتہ ہو گئے پورے  
 وہی کوٹ کا پتھر تھار جیہڑ سو پیا ♦  
 سادک وہ جو نام بار بن مریم کا  
 نیوگ دین کا تو بن کے لیتا کیا کرتا ہے  
 ستم بہ ہم دغش و ہوش کھو کر تو ہو ہوا

کہاں سے بچو اور ظالم تری قسمت کہاں  
 تری حالت یہ ہے فزیشل کیسی رست تری  
 نہ یہ لذت کبھی حکمی نہ یہ نفرت کبھی پانی  
 اسی سے پانی ہے جس نجات لیتا پانی  
 گردنا تک اسی اسلام کا تھا ایک شہانی  
 بہا بخزن اسلام کے گلزار میں آئی  
 محمد پہلوان حق سے جہدم فکل و کلانی  
 نبی صلی علیہ وسلم کی کس لے انگریزانی  
 علامی سے محمد کی لی جس کو سبیل  
 اسی بناتے تھکا عجب ہے تیری ذاتی  
 تیرے پیچھے ہی ہے ہر جگہ پھرتی بر سوتی

یہی سبے گیان ایشور کا کہیوی غیر کو دیکر  
 بہت مدت سے ہے تو کر رہا سلام پہنچے  
 تیری کمزوریاں تیری دیلین کھ لیں گے  
 جواب صاعقہ لکھ کر دکھامیہ مقابل مز  
 ذرا چھریکھنا کیا حال ہوتا ہی برا تیرا  
 بہت سرچڑھ کے تو بکنا ہے جبکہ جاہل  
 نہ تیکو شرم چہ آئی نہ تیری قوم شرما ئی  
 سبہل ہے مرد نادان کھٹکائی می آئی  
 ہمارے سامنے تجھ سے نہ کوئی بات بنائی  
 اگر چہ ملائے ساتھ اپنی آریہ بھائی  
 بنا کر چھوڑا ہوں کس طرح میں تجھ کو سودائی  
 مقابل احمدی کے دیکھ اب شامت تیری لائی

بہلا اب تو دکھائے زوریاں ہی تو لہو ظلم  
 مقابل کے قاسم کے ذرا کر نامہ فرسائی



# آریہ سماج کی موت

**ناظرین!** یہ وہ مضمون ہے جس کا وعدہ ہم نے انٹروڈکشن کے شروع میں کیا تھا اور جس سے دہریہ میاں..... اور دیگر دیاندیوں کا آریوں کی موت پر نوحہ خوانی کرنا اور سماجوں کا پس پس ٹکڑا ٹکڑا کر مرنے کی بات ہوتا ہے عنوان مندرجہ بالا تنا سخی سزا پانے والوں کے لئے گرمیوں اور سردیوں کے میاں نے قائم کر کے پورے سالہ مذہبیت گستاخانہ میں آریہ سماج کی موت اور زندگی پر کھڑے سماجوں کو یہ ٹائٹل مل گیا ہے جسکی دیگر آریہ اخباروں نے بھی تائید کی تھی۔ اصل بات جو نو آریہ کو اس مضمون کے لکھنے کی محرک ہوئی وہ صرف اس قدر معلوم ہوتی ہے کہ تھوڑے آریہ کو دیگر آریہ سماجی پسے زنا گھروں میں داخل نہیں ہونے پڑتے تھے اور نو آریہ میں بات پر مقرر تھا کہ اسوہی حقوق حاصل ہونے چاہئیں جو جسم کے ہندو کو حاصل ہیں اور مردوں کے علاوہ اس کا خورتوں سے بھی میل جول ہو اس مضمون میں دہریہ میاں نے اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ آریہ سماج نے دیگر مذاہب پر غرض کرنے میں بڑی طاقت دکھائی ہے اور اس میں "اس قدر ترقی کی ہے کہ اگر تانوی مذہبی دنیا کی تاریخ میں آج تک کوئی ہوا ہے شاید آئندہ بھی کوئی نہ ہو۔ دہریہ میاں کا یہ دعویٰ ہر سے درجہ کی حماقت و زہری جہالت کا دھڑکا ہے ورنہ دیکھو کہ آریہ سماج نے کیا کیا ہے اسلام پر اعتراض کئے ہیں تو صرف پادریوں کی تعریف ہی ہے جب نیت پر مبنی ہے تو دہریوں کی نقل ہے بلکہ پادریوں اور آریہ لوگوں کے جو اعتراض کیے ہیں آریہ سماج ان کے برابر کبھی نہیں پہنچ سکتا۔ البتہ پادریوں

اور دیہیوں کی طرح دیانند یوں نے بھی اپنا کام صرف یہی رکھا ہوا ہے کہ دوسرے مذہب کے مقدس لوگوں کو گالیاں لگائے اور ان پر اعتراض کرے اپنے گھر کوئی خوبی آریہ دت میں لگے نکال کر دکھلائی ہے تو وہ صرف نیوک کا گندہ ہے چنانچہ نوآریہ نے خود اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ آریہ سماج دیگر مذاہب پر حملے کرنے میں بہت چالاک ہے مگر اپنی اصلاح کا کوئی پہلو پیش کرنے میں بالکل نامراد ہے یعنی آریہ سماج کی اصلاح کے خاتمہ میں ایک بڑا بھاری گواں صفر گ رہا ہے جو زبان حال سے یہ کہہ رہا ہے کہ میں آریہ سماج کی موت کا پتہ عینام لیکر آیا ہوں۔

اور پھر لکھتا ہے..... ”عجب ہم آریہ سماج میں اندرونی زندگی کی طرف نگاہ مارتے ہیں تو ہمیں اس قدر ایسی ہوتی ہے کہ جس کا بیان ہم نقطوں میں نہیں کر سکتے اور بعض لوگوں کا یہ خیال کہ آریہ سماج مر گیا ہے یا جلدی ہی مر جائیگا اس سخت شش و پنج میں ڈالتا ہے۔ ہالا خرا آریہ سماج کی زندگی کا خاتمہ دہر مپال نے ان الفاظ میں کیا ہے..... ”ممكن ہمارے اس آرٹیکل کو پڑھ کر بعض اشخاص یہ کہیں کہ تم نے آریہ سماج کی کمزوریوں کا ذکر کرتے وقت آریہ سماج کے عملی کاموں کو نظر انداز کر دیا ہے دیکھو کتنے کالج اور گورنمنٹ ہسپتال ہیں۔ بیواؤں کی مشاغل بھی ہیں یہ کیسے سرسبز منظر ہیں بیشک یہ سرسبز منظر ہیں مگر آتش فشاں کی چوٹی یا اس کی ترقی کے منظر ہوں کو دیکھ کر کیا وہ شخص کبھی خوش ہو سکتا ہے جو یہ جانتا ہے کہ پکا کے نامہ آگ ملک رہی ہے جب ہی خروج ہو گا ہوتا ہے یہ تھم منظر دیر انوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ آریہ سماج کی تباہی کے دیگر اسباب میں سے ایک اس کی خراب جنگی بھی ہے جس کو دیکھ کر بعض لوگ سخت حیران ہو رہے ہیں کہ اس کے ٹبرے کیا حشر ہو گا بعض لوگ اس کو زندگی کے آثار کہہ کر تسلی پاتے ہیں بیشک یہ زندگی کے آثار ہیں مگر کسی زندگی ہو وہ ہمیں یہ بھیٹنے کے مزے میں ہیں



انسان بھی اپنی چمچ چلاہٹ ہاتھ پاؤں مارنے سے اس بات کا ثبوت دے رہا ہے  
 کہ میں ابھی زندہ ہوں مگر اس کی زندگی کے دم گئے جا چکے ہیں مست ہاتھی کے  
 پاؤں تلے آیا ہوا انسان بھی زندگی کی علامات کا ثبوت دے سکتا ہے مگر اس کی زندگی  
 کی گھڑیاں گنی جا چکی ہیں موت کے منہ میں پھنسا ہوا انسان نزع کی حالت میں پڑا  
 ہوا اس بات کا ثبوت دے رہا ہے کہ میں زندگی ہے مگر وہ زندگی چہرا رخ  
 حموی سے بڑھ کر وقت نہیں رکھتی زندگی کی ان علامات سے آریہ سماج کو  
 تحت اثری میں پہنچا دیا ہے اس زندگی سے موت اچھی ہے لوگ  
 آریہ سماج سے میزار ہو رہے ہیں ان کا بیزار ہونا بجا ہے  
 اسی نوہ خوانی اور صدق بیانی دھرم پال پر بتکاری آریوں کا اخبار ستمبر ۱۹۰۷ء  
 کی اشاعت میں یہ لکھا ہے کہ ”دھرم پال آج کل سماج کے نظریات آمیز رہے ہیں  
 صرف ہیں آپ چونکہ برہمچاری نئے سنسکرت اور وید کے مطالعہ کے لئے بھجوا  
 کا نڈہ صرف کرتے لیکن آپ کے دل میں شاستر سے سبق پڑھنے کی بجائے  
 سماج کو سینہ ٹھکانیکا شوق پیدا ہو ہے اور پھر آخر میں لکھا ہے ”آج کل آریہ سماج  
 بھی ایک بھان میں کھنکھان رہا ہے جو نا تجربہ کار نوجوان لکھا ہے ”  
 اس کی اصلاح کسی شخص کو خوش گزینی غرض سے کرنی چاہتا ہے ” یہی معزز آریہ  
 بتکاری ہم ۲۰ گشت ۱۹۰۷ء کے پرچہ میں نو آریہ کو قوم اور ملک دشمن  
 بنا کر دھرم پال کی حقیقت ظہر کرنا نظر میں اس موتا موی کی گرم بازار میں ۱۹۰۷ء  
 میں ہی ختم نہیں ہو بتی بلکہ ۱۹۰۷ء عینک ایسی آوازیں برابر کانوں میں آتی رہی ہیں  
 کہ تمہو سماج جاں بب ہے چنانچہ پرکاش ۱۹۰۷ء اور گائیڈ ۱۹۰۷ء جو ۱۹۰۷ء  
 ۱۹۰۷ء میں آریہ سماج کے شبہ چنگ سفتہ نام کا ایک بلبلاہندہ زیر عنوان  
 آریہ سماج کی موت شائع کرنا ہے جس سے کچھ اقتباس کر کے

ہم آپ کو سناتے ہیں یا یہ سملج کا خیر خواہ پیشگوئی کرتا ہے کہ  
 وہ آریہ سملج کی موجودہ حالت ایسی خطرناک ہے  
 کہ اگر چند سال اس کو درست نہ کیا گیا تو میں پیشگوئی  
 کر سکتا ہوں کہ آریہ سملج کا نام و نشان قلمبستی  
 سے نیست و نابود ہو جائیگا اور بدید کٹ ہم  
 کا وہ پودا جسکو شی دیاتھنے ایک پرکار کی ٹکلیوں اور  
 مصیبتوں کا سامنا کرتے ہوئے اپنی دست مبارک  
 سے لگا یا تھا خاک میں مل جائیگا۔ اور زمرہ وارلینڈ  
 کو سنگوں اور شرمندہ ہوتا پڑیگا۔ پس بہتر ہے کہ آریہ سملج  
 اپنی پویشین کو صاف کرے اور اندرونی  
 حالت پر چار کتے ہوئے ظاہری نکالیش  
 دہو کہ بازی کو دور کرے اپنی بزدلی اور  
 کمزوری کو خیر باد کہہ کر شیر پر بھروسہ کرے کیا  
 انٹی ٹوشن کھول دینا ہی آرتیو ہے کیا اپنی حالت  
 سدھارنے کا بھی بہنے کبھی جتن کیا ہے  
 آپ کہیں گے کہ ہفتہ وار یا چند روزہ کے بعد ہم ضرور  
 سملج میں جلتے ہیں بھجن گانے ہیں پرارتھنا ہوتی  
 ہے ماہواری چندہ بھی دیتے ہیں سماجک جلسوں  
 میں بھی جاتے ہیں یہ بجا ہے بیش بیش بیش سال  
 آریہ سملج کے ممبر نے گزشتہ کچھ عرصے میں  
 کچھ جیل سے چلے تھے وہاں کے وہاں



کھڑے ہیں شاید چند آریہ ایسے نکلیں جو پنج  
 ہا ایک روزانہ کرتے ہیں ورنہ ایک کثیر تعداد  
 تو ہر جگہ گیسہ کرتے سے بھی قاصر ہے بلکہ ایک کثیر  
 اگر دیکھا جائے تو بہت ہے ہاں آریہ میں گے  
 جن کی عادات حرکات ویسوی ہیں جیسی آریہ ممبر ہونے پر  
 پہننے تھیں ویدک سنسکاروں کی جو مٹی پلید  
 ہو رہی ہے اس سے آپ ناواقف نہیں ہیں مثال  
 کے طور پر حال ہی کا واقعہ درج کیا جاتا ہے جس کا  
 حال اخبار پر کاش ۱۵ مہیا کھ سمسٹ ۱۹۶۵ منجانب  
 ہاشے جے دیاں کو شائع ہوا ہے یہ بواہ سنسکار  
 آریہ سن کرچی نے کرایا ہے میں ان آریہ بھائیوں کے  
 نویدن کرتا ہوں جو سنسکار میں مشوک ہوئے کہ  
 یہ کس وید اور کس شاستر میں لکھا ہے کہ ایک  
 بارہ سال سے کم عمر کنیا ایک تیس سال  
 سال کے ایسے شخص کے ساتھ سیاہی جاؤ  
 جو رتنے کے نوجوانوں کی طرح غلط کاریاں کو کے  
 پناہ پر چرچہ نہشت بھڑک کر چکا ہوا ویدک تعلیم  
 سے بالکل بے بہرہ ہوا ادراہ تک یہ بھی نہ جانتا ہو  
 ہو کہ آریہ سمن کس بلا کا نام ہے کیا یہ امقابل  
 افسوس نہیں ہے کہ یک تو پاپ کرتا دوسرے پاپ  
 اجدادوں میں خیر ظاہر کرنا مزید برآں آریہ سمن

کاسدوک جو غیر پورا تک آریوں کے ساتھ ہے قابل  
 شرم ہے موجودہ آریہ سماجوں کو مختصر سے  
 زیادہ وقت نہیں دو گھنٹہ آریہ مندر میں آ کر  
 دیدک دھرمی نہیں ہو سکتے ہماری ہر دلی کی حد  
 ہونی چاہئے انوس کی بات ہے کہ میں نے بیس  
 بیس سال کے ممبروں سے آریہ سماج کے نیم پوچھے  
 تو کہا زبانی یاد نہیں اگر یہ حالت ہے تو خدا حافظ  
 پس ضرورت ہے کہ آریہ سماج میں جلد توجہ کریں نہ  
 پورا تک مت کا نبردست مگر چھپے کھوئے کھڑے  
 آریہ سماج کے ہونہار بچے کو ٹہرپ کر جائیگا  
 لگا کھ ملے ریائیٹنگ ..... انتہی ملخصاً

## حضرات

آپ نے دیانند کے ہر خورداد ہر مبالغہ کی نومرغانی آریہ سماج کے دلی خیر خواہ سنت  
 کی کہانی آریہ سماج کی موت کے متعلق تو سن لی ہے پھوڑی سی داستان اب  
 آریوں کے اخبار پر کاش کی زبانی بھی سن لیجئے تاکہ آریہ سماج کی موت میں کسی  
 شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہے یہ اخبار آریوں کی گوردھ کل پارٹی کا ارگن ہے  
 اس کے ایڈیٹر نے ۲۳ جون ۱۹۰۹ء کے پرکاش میں صفحہ ۲ پر آریہ سماج کی موت  
 اس کی ترقی بند ہو جانے کا اس طرح اقرار کیا ہے

آریہ سماج کی ترقی بند ہے یہ آواز ہے جو  
 چاروں نظروں سے کالوں میں آ رہی ہے دشمنوں کا



کا تو کہنا ہی کیا ہے "کیونکہ وہ تو شریر ہے ہی  
 آریہ سماج کے لئے موت کا فتوے دے  
 چکے ہیں۔ دوست بھی محسوس کر رہے  
 ہیں۔ کہ آوازِ مہمان نہیں۔ ہم بھی جب  
 اس معاملہ پر غور کرتے ہیں۔ تو اسکی نتیجہ پر  
 پہنچتے ہیں۔ کہ اس بیان میں کچھ سچائی ضرور  
 ہے۔" بلکہ بقدرِ حاجت۔

اس جگہ مناسب ہے۔ کہ اپنے ناظرین کی معلومات بڑھانے کے لئے کلچر ڈ  
 پارٹی اور گورنمنٹ پارٹی کے آریوں کے دشمن ہما دیال ہر دوار کے ارٹن  
 درشت تہ فہرہ دیانندی کی رائے کا اظہار عکس کریں۔ جو اخبار ہما دیال سماچا  
 مورخہ یکم اگست ۱۹۰۷ء کے صفحات ۱۰ تا ۱۱ کا اقتباس ہے۔ یہ آریہ اخبار  
 گورنمنٹ۔ دیانند ایگلو ویدک کالج۔ پٹنہ میں دی سبھا پنجاب کے جملہ نمبروں۔  
 کارکنوں کو پانی خود غرض دنیا دار جاہل وغیرہ ثابت کرتا ہوا آریہ سماجوں کی  
 ان الفاظ میں درگت کرتا ہے کہ

یہ آریہ سماج دشمنی ہم سب سے راج پتھری میں سب سے  
 کی ہرانی سے جلد تباہ ہوا چاہتا ہے۔ آریہ  
 سماجوں کا پیراؤ دینے والے۔ پنجاب  
 کی آریہ سماجوں نے رشی دیانند کے عقاید کو خیر باد  
 کہہ دیے۔ لیکن ہم پھر بھی رشی کے ساتھ ان کا  
 کچھ نہ کچھ تعلق سمجھتے ہیں ان کو سوچیت کرتے ہیں۔ کہ  
 تمہارے لٹریچر میں تمہاری تباہی کا سبب ہو رہی  
 ہیں۔ ہوشیار ہو کر رشی دیانند کے دشمنی کے موافق  
 کام کرو۔ ورنہ موت سسر پر پہنچی ہے۔

اور اورش گوردن کے اچار یہ دستی راہ آرہ  
 سراجوں کی کشتی کو منجمد ہار میں ڈوبا دیں گے  
 صفحہ ۲۰ کا لہ ۳ (ایڈیٹر اخبار پرکاش) نے جو اس سے  
 نیشکوں کا مطالعہ نہیں کرتا یہ پھر اسے کس طرح  
 معلوم ہو کہ آریہ سماج کی ترقی کی بندھن ہو گیا کیونکہ  
 ہے۔ اس وقت تک تو آریہ سماج کے لئے پھر اعتبار  
 کو کھودیا ہے۔ جس کے اندر ذرا بھی عقل ہے وہ  
 وہ اب آریہ سماج کو ویدک دیرم پر چار کرنا  
 نہیں مانتا۔ بس سے اس کی ترقی ہو کر محال  
 ہے۔ صفحہ ۲۰ کا لہ ۳ (ایڈیٹر اخبار پرکاش) نے جو  
 خیالاتی یہ سہاؤں کی تلاش ہو گیلیست ترقی  
 کی بجائے ترقی ہو گیلیست۔ صفحہ ۲۰ کا لہ ۳  
 آریہ سماج کے حلقہ میں اس بات کا چرچہ چل رہا  
 ہے کہ آریہ سماج کی ترقی کیوں بند ہے۔ بعض  
 کہتے ہیں کہ آریہ سماج ترقی کر رہا ہے۔ بعض  
 کا خیال ہے کہ قریب المرک ہے۔ غرض  
 کہ آریہ سماج کے تعلق سمجھدار حلقہ میں مختلف  
 قسم کے خیالات پھیل رہے ہیں۔ جب ہم ان سب  
 کو سوچتے ہیں تو پتہ لگتا ہے کہ آریہ سماج میں  
 ایسے لیڈر آگئے ہیں جن کا کوئی اصول  
 نہیں ہے۔ صفحہ ۲۰ کا لہ ۳ (ایڈیٹر اخبار پرکاش) نے جو

ناظرین! یہاں آپ نے اس قدر تکلیف گوارا فرما کر اس مضمون کو شائع  
 فرمایا ہے۔ آپ نے اس وقت میں اور ایسا چاہتا ہوں۔ اور تمہیں مضمون کی

خاطر مسافر آگرہ کا بیان بھی آپ کو سنا دوں۔ مسافر آگرہ کے نام سے  
 نیکو ہم مہنتوں کی یادگار میں آیوں کا ایک اخبار نکلتا ہے۔ جو گندہ دہانی  
 اور بزرگانی میں اپنے پیشوا لیکچرار اور ترجمان و ہر سال ہر سال کسی درجہ میں  
 کم نہیں۔ بلکہ ایک طرح سے وہ بن پرست ہے۔ کیونکہ اپنی بزرگانی  
 کا سرکاری سرٹیفکیٹ حاصل کر چکا ہے۔ جس کا مختصر حال مضمون آئندہ  
 میں آپ میں ملے گا۔ چنانچہ مسافر مذکور ہم ارٹھی شیشہ کے پرچہ میں صفحہ  
 ۱۶ کا لم اول پر زیر عنوان آریہ سماج ترقی کیوں نہیں کرتا؟ حسب ذیل قلم کار  
 ہے۔ کہ

یہ معلوم تعجب کے ساتھ کیوں یہ سوال نہیں کیا جاتا  
 ہے۔ جب کہ ہم مندرجہ ذیل وجوہات دیکھتے ہیں (۱)  
 جس سماج کے اندر تعلیم فروخت ہوتی ہو۔ وہ  
 سماج اور ترقی کر جائے گا (۲) جس کے اندر  
 غریبوں کے لیے سے انیسویں تعلیم ہو۔ اور  
 ترقی کی صورت دیکھتے ہیں (۳) پوپ بی  
 تو کاتھری نتر فروخت کرتے تھے۔ آریوں نے  
 کل وید کو بیچنا شروع کر دیا۔ پوپ جی بت پتی  
 کرتے تھے۔ آریوں نے زور پرستی شروع کر دی  
 (۴) بھلا جس سماج کے اندر ایک دو سب کے کام  
 کو نواہ وہ کیپ ہی راستی پر مبنی ہو مراد کرنے کی  
 کوشش کی جاتی ہے۔ اس میں ترقی کی امید  
 کرنا خیال ہی خیال نہیں۔ تو اور کینہ ہے راجہ بولنی  
 امانداز گورہ کل بدایوں کے آری بنفہ بقدر انہوں  
 خدا کے فضل سے آریہ سماج کی موت کا مختصر آریوں کے بیانات



سے ہی ہم نے مدلل و مستحکم طور پر کہہ دیا ہے۔ چونکہ ان کے بیانات بچے خود  
مفصل ہیں۔ اس لئے کسی مزید تشریح اور وضاحت کی ضرورت نہیں ہر شخص  
ان کو پڑھ کر ہمارے انٹروڈکشن کی تصدیق کر لے گا۔ کہ کیا قوم آریہ سے  
بڑھ بھی کوئی بد قسمت۔ بزدل۔ نامراد۔ پھوٹے نصیب والی قوم ہو سکتی ہو  
جو اپنی جلد تباہی اور موت کو محسوس کر کے زبان حال و قال سے اقراری  
ہے۔ کہ وہ اپنی بد کرداری اور بد اعمالی اور خانہ جنگیوں کی وجہ سے قریب  
المرگ ہے۔ جس کی زندگی کا پیمانہ پیریز ہو چکا ہے۔ اور بقول مشہور  
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔ آپس میں لڑ رہا ہے کہ  
پھوڑ رہی ہے۔ افسوس جو قوم تمام دنیا پر اپنا سکھ جانے لگی تھی وہ ابھی  
ہی ایسی بندہ کے بل ناکامی و نامرادی کے گڑھے میں گری۔ کہ نہ یہ  
کی خبر نہ ہوش پاس ہے یہ کیا جانتے اس کو کیا ہوا ہے یہ کی مصداق ہو گئی  
بہر حال ان بیانات متقونہ سے بالتحریک ثابت ہو گیا۔ کہ آریہ سماج نزل  
کی حالت میں ہے۔ اور اس کے سر ہانے کٹے ہو کر رونے والوں کی  
حالت اور بھی قابل رحم ہے۔ ہماری رائے میں آریہ سماج جس لغت کے  
نیچے آیا ہے۔ وہ خدا کے برگزیدوں اور راستباز فیوں کی اہانت اور  
غضب ہی کا وبال ہے۔ جو اس پر پڑا ہے۔ اب ہم اس مضمون کو ایسے  
سٹیفکٹوں کا حوالہ دے کر ختم کرتے ہیں۔ جو سماج کے لیڈروں نے  
اپنے اخلاق و ہنر و شیریں زبانی کے بارے میں قوم و ملک حکام  
وقت سے حاصل کئے ہیں۔ تاکہ ان مہاشوں کی بزبانی کے شاکی تنہا  
ہم ہی نہ سمجھیں جاویں۔

## دیاندہیوں کی بدزبانی کے چند سرٹیفکٹ

مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ پبلک پر یہ ظاہر کر دیا جائے۔ کہ دیاندہی  
آریہ اس درجہ کے بدزبان ہیں۔ جس پر حکام وقت کو بھی توجہ کرنی  
پڑی۔ اور بعد تحقیق ان کو سزائیں دے کر ان کی بدزبانی پر ہر لگا  
دیے۔ ذیل میں ہم چند ایسے واقعات کا ذکر کرتے ہیں۔ جن میں  
محض فحش گوئی اور ہرزہ درائی کے باعث بعض لیڈران آریہ سماج  
اپنی کیفر کردار کو پنچکر دوسروں کے لئے عبرت کا نمونہ بن چکے ہیں۔ اس  
لئے ہم اس سلسلہ کو دہلی سے ہی شروع کرتے ہیں :

پہلا سرٹیفکٹ۔ جنی صاحبان دہلی کے ذریعہ ایک کتاب "جین مت  
سمیکشا" کی بدولت جس کو خمبوت واعظ آریہ سماج لاہور نے جینیوں  
کی مذہبی تہمین کے لئے شائع کیا تھا۔ گورنمنٹ سے عطا ہوا۔ جس کو ہم  
"مقدمہ جین مت سمیکشا" مطبوعہ ۱۹۰۵ء مطبع قیصر مندریس دہلی سے  
نقل کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ :۔ سالانہ کو اطلالت دیجاوے۔ جناب  
نواب ٹھٹھ گورنر بہادر کی تجویزی ہے۔ کہ وہ تصنیف کرنے والوں اور  
شائع کرنے والوں اور چھاپنے والوں پر بطور جرم قابل سزا زیر دفعہ

۱۵۳۔ الف تعزیرات ہند استعانتہ دار کریں :۔ صفحہ ۶ :

دوسرا سرٹیفکٹ۔ عدالت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر دہلی سے مقدمہ

مذکورہ دار ہو کر ۶ جنوری ۱۹۰۵ء کو یہ عطا ہوا۔ کہ "ہم خمبوت (آریہ)

کو پاپا خسور و سپہ جرمانہ یا تین ماہ قید محض اور سچند آریہ کو ڈھائی

سور و سپہ جرمانہ کرنے میں۔ صفحہ ۱۴۷ :

تیسرا سرٹیفکٹ :۔ جینیوں کے مقدمہ کا فیصلہ ہوئے ابھی کچھ روز

گزرے تھے کہ پنڈت ہر چند اس شرمناک دہلی میں دلاس کی انپکٹری پر



تبدیل ہو کر شہید بنے آئے۔ اور آتے ہی انہوں نے بھی ایک سرٹیفکیٹ حاصل کیا۔ کہ حکیم صاحب ڈپٹی کمشنر سادر دہلی سے حکماً نکالے گئے۔ اور محکمہ سزا سنز میں ہوئی۔ کہہ دو کہ شرابا صاحب نے اسلام کے برخلاف توہین آمیز اشتہارات شائع کئے تھے۔ دیکھو کرزن گزٹ و افضل الاخبار دہلی مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۰۶ء

پھر تھاکر سرٹیفکیٹ۔ ہری سنگہ۔ آریہ بھرم بخش گوئی اگرہ میں قید ہوا۔ اور جیل خانہ میں سزا جگتی۔ مگر پھر بھی باز نہ آیا۔ اور دہلی میں پھنک کر حیدر سرٹیفکیٹ حاصل کیا۔ جو پانچواں سرٹیفکیٹ ہے۔

پانچواں سرٹیفکیٹ ہے جس کو اخبار پر کاش مورخہ ۱۴ جون ۱۹۰۶ء نے بدین الفاظ شائع کیا کہ "دہلی میں آریہ سماجی بینڈت ہری سنگہ کو زیر دفعہ ۱۰۷ ایک سال کے لئے سوریسے کا پکارا اور سوریسہ کی نو ضمانت داخل کرنے کا حکم ہوا۔ بوجہ مباحثہ مذہبی کے۔"

پھر تھاکر سرٹیفکیٹ۔ اگرہ کے آریہ اخبار سادہ کو جو لیکر ام مقتول دشمن دشنام دہی کی یادگار سمجھا جاتا تھا۔ بخش نویسی کے جرم میں ایک ماہ قید کی سزا ہوئی۔ دیکھو حکم مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۱ کالم اول۔

ساتواں سرٹیفکیٹ۔ ایسے آباد میں ایک آریہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برسر بازار (خاک بدھنش) گالیاں دیتا تھا۔ اسی جرم میں زیر دفعہ ۲۹۸ ماخوذ ہو کر سرحدی عوبک کے قوانین کے تحت ایک سال کے لئے

جلا وطن ہوا۔ اخبار الحکم مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۰۶ء

اٹھواں سرٹیفکیٹ۔ یہ وہ اٹلی واکمل سرٹیفکیٹ ہے جو آریہ سماج کے ڈیپوٹن کو ہزار لفٹ گورنر پنجاب نے ۲۲ مئی ۱۹۰۶ء کو بمقام کالکا عطا فرمایا۔ کہ "یہ پنجاب سمیت تمام گورنری کتنوں سے یہ اطلاع ملی ہے کہ جہاں جہاں آریہ سماجیوں نے وہی مقامات باغیانہ سازشوں اور



سرگرمیوں کے منظر ہیں گا۔ لکھ مورخہ۔ ۱۹ جون ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۱۰  
**سوال** سرٹیفکٹ۔ ستاتن دہرم گزٹ قدیم آریہ بھی دیانندیوں کا ایک  
 حداتی سرٹیفکٹ پیش کرتا ہے۔ کہ

”فی الحال آریوں کی بددبانی کا ایک گٹھ کرناں میں“  
 ”کہلاتے۔ سکرٹری صاحب آریہ سماج کرناں آریہ اخبار“  
 ”ست دہرم پر جائزک میں غیر دستہ میں کہ ۵ جون ۱۹۰۷ء“  
 ”کو صدر بازار کرناں میں پنڈت دہرم دیو پدھنک آریہ“  
 ”پر تھی مذہبی سمجھا پنجا بے اپنے دوران یکچر میں عیبائی“  
 ”مذہب کے اصولوں پر کچھ دیا کہ بیان دیا تھا۔ تب پھر چنڈ“  
 ”ویسی عیسائی بڑے نا۔ آتش اور جوش میں آکر پنڈت پر“  
 ”حمد اور ہوئے۔ اور ننگے روز پنڈت جی اور دس دیگر“  
 ”سماجک پرشوں پر مقدمہ نو جداری بابت تو میں مذہب“  
 ”بعد الت صاحب ڈپٹی کٹر بہادر دائر کر دیا ہے۔ جس کی“  
 ”تا تاریخ پیشی ۷ جولائی ۱۹۰۷ء مقرر ہوئی ہے“

اس مقدمہ کے انجام کا حال ہمارے ایک دوست آریہ سماجی صاحب کو  
 جو اسی پھیر میں کرناں سے ضلع دہلی میں تبدیل ہو کر آئے ہوئے ہیں پورا  
 معلوم ہے۔ اور انہوں نے ہم کو کچھ سنایا بھی تھا۔ جس کو ہم کسی دوسرے موقع  
 کے لئے محفوظ رکھتے ہیں۔

**سوال** سرٹیفکٹ۔ آریہ سماج پر بابت ماہ اپریل ۱۹۰۷ء میں حیدر آباد  
 آریہ سماج کے سالانہ جلسہ کا مراسلہ شائع ہوا ہے۔ جس میں سے ہم آخری  
 تحریر کا اقتباس نقل کرتے ہیں۔ دیکھو صفحہ ۷۵ اس سالہ مذکور۔

”۱۴ جنوری ۱۹۰۷ء دس بجے دن کے ایک پولیس مین“  
 ”علاقہ مغلا کی نے سماج مندر میں آکر بیان کیا۔ کہ“

”تج تمہارے سوامی دشمنان برہم چاری تھیانند تیں؟“  
 ”بجے دن کے ریل میں بمبئی روانہ کئے جاویں گے تم لوگوں؟“  
 ”میں سے جو شخص ان سے ملنا چاہے۔ وہ اسٹیشن پر ملے؟“  
 ”اسوقت سہا ج لینڈ میں صرف چند ہی اشخاص موجود تھے۔“  
 ”یہ خبر ایک حیرت ویاس کے ساتھ پھیلی۔ ممبروں کا دل اٹل؟“  
 ”ہی رنجیدہ تھا۔ اس خبر نے انہیں اور بھی مغموم کر دیا۔ تین؟“  
 ”بجے دن کو کو تو ال صاحب علاقہ نظام نے ایک پولیس انسپکٹر؟“  
 ”کے ساتھ بالکل ہی معمولی گاڑی میں برہم چاری جی کو سوار؟“  
 ”یہ کر کے اسٹیشن پر روانہ کیا۔ اسٹیشن ریلوے پر آریہ سماجک؟“  
 ”مغموم حالت میں باچشم نم برہم چاری جی کے درجن کے انتظار؟“  
 ”پہنچے۔ ہر درویش برہم چان درویش سب نے برہم چاری؟“  
 ”جی سے نمستے کیا اور گاڑی چھوٹ گئی؟“

اس جلا وطنی کی وجہ یہ تھی۔ کہ ”جناب مجسٹریٹ صاحب بہادر رینڈیسی نے فرمایا کہ تم نے ہندو مذہم کے دل دکھانے والے لکھن جگائے ہیں۔“ اس لئے اب اجازت جلسہ کرنے کی نہیں مل سکتی۔ صفحہ ۱۵۵

ناظرین! یہ چند سارے بھگت ہم نے بطور نمونہ پیش کئے ہیں۔ ورنہ اس قسم کے بہت مقدمات ہیں جن میں ان بھگتوں کو تہیہ۔ سزا۔ رہائش وغیرہ ہوئی ابھی ہی گذرے۔ جہانسی اور پٹنہ اور کامنڈہ علاوہ از یہ ہے۔ دیکھو اخبار عام سورہ  
 ۱۶ فروری ۱۹۰۹ء

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے : جادو وہ جو سر پہ پڑھ کے بولے  
 خود آریوں کی شہادت ہی کیوں نہ ہم اس بارے میں پیش کریں۔ کہ جس میں  
 وہ خود ہی اپنی بد زبانی کا اقبال کرتے ہیں۔ تاکہ کسی اور دلیل کا احتیاج  
 ہی نہ رہے ؟

## آریو کی بدبانی پر خود انکی شہادت

جسٹا پارٹی گورو کل کانگری کے سالانہ جلسہ پر ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو جو  
 آریہ کانفرنس ہوئی۔ اس کا مضمون "غیر مذہب والوں سے ہمارا برتاؤ"  
 تھا۔ اس مضمون پر رام دیو۔ بی۔ اے گورو کل کے ہیڈ ماسٹر نے کہا۔  
 کہ ہمارا طریقہ تحریر اور تقریر اس قدر ناموزوں ہے۔ کہ اس میں  
 تبدیلی کرنے کی سخت ضرورت ہے اور ایسا ہی غشی رام نے جو اس مجلس  
 کا میر قلمس تھا۔ کہا کہ اتنا ضرور ہے۔ غیر مذہب والوں کے ساتھ سخت  
 الفاظ سے مخاطب ہونا نہیں چاہیے۔ کیونکہ ویدک دہرم محمد صلی اللہ  
 علیہ وسلم اور عیسیٰ (علیہ السلام) کو سخت الفاظ میں مخاطب ہونے سے  
 انت نہیں ہو سکتا یہ سب جھوٹ تھا۔ جو گورو کل کے پنڈال میں بولا گیا۔  
 کیونکہ اس پر عمل نہیں ہوا۔ بلکہ بعد ازیں اور بھی سخت الفاظ سے غیر مذہب  
 والوں کو خطاب کیا گیا ہے۔ جیسا کہ اسی پارٹی کے لیڈر دہر سپال سے ہوا  
 اخبار پیکاش کی رائے پر کاش جو ہانٹا پارٹی کا اخبار ہے۔ ۳ مارچ ۱۹۰۷ء  
 کی اشاعت میں آریہ مسافر دیاندیوں کے ماہواری سیگنوں کی طرز تحریر پر یوں  
 رائے زنی کرتا ہے۔ جہاں آریہ مسافر نے ہمیں بہت سے فوائد پہنچائے ہیں۔  
 وہ ان خصوصیتوں سے کہ ایک نقصان بھی پہنچا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہمارے  
 ایڈیٹر صاحب کی تحریر میں بھی... کچھ سختی آگئی ہے جو اسکے شاہیاں نہیں  
 آریہ پتھر پٹی | بابت ماہ جولائی ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۴ پر لکھا ہے یہ ہمارے  
 ایڈیٹر ٹیک ویکچر اور جو ہیں۔ بعض ان میں سے بھی اس بد عادت (خوش اور  
 بد زبانی) کی زنجیر میں لیے جکڑے ہوئے ہیں۔ کہ ان کو دوران لیچو میں خیال  
 ہی نہیں ہوتا۔ کہ وہ اپنی زبان مبارک سے کیسے الفاظ بیاختہ نکال دیتے  
 ہیں۔ جہاں مہذب اور شایستہ آدمیوں کی جماعت موجود ہو۔ وہاں ایسے



تخس الفاظ کا زبان سے نکلنا کسی شرم کی بات ہے۔ کیا اس پر ہم تہذیب اور نشانیستی کا دعوے کر سکتے ہیں؟ بافتہ

یو صاحبو! اب تو آریہ سماج پر بد زبانی کا فرد جرم لگایا جا نہ ضروری ہے کہ نہیں؟ اور یہ ایسی شہادتیں ہم نے نقل کی ہیں۔ کہ جن کے بعد آریہ سماج کو کی صفائی کا گواہ نہیں دے سکتا۔ اور اس جرم سے بری نہیں ہو سکتا۔ ہمارے پاس اس قسم کے بہت سے مضامین ہیں۔ جو پبلک میں لائے جانے کے قابل ہیں۔ مگر کیا کیا جائے۔ رسالہ کا حجم بڑھا چلا جاتا ہے۔ احباب کی جانب سے تقاضے پر تقاضا ہو رہا ہے۔ کہ رسالہ کی اشاعت جلد کی جائے ایک مضمون نہایت ہی دلچسپ اور ضروری آریہ سماج کی گئی یادشوں میں پہنچ رہا جاتا ہے۔ جنکو جو بات مذکورہ اس حصہ میں لکھنے سے سزاوارتہ نظر میں آ رہی ہے۔ جس میں انشاء اللہ تقاضے پر ہر مہینے کے دیگر غرضات کا منفصل اور مکمل جواب ہو کر نو آریہ کی پوری پوری پردہ دہی ہوگی اور اسی حصہ میں مضمون موعود لکھا جائے گا۔ اب ہم حصہ اول کے جزو دوم کو ایک ایسے خط پر ختم کرتے ہیں۔ جو دیانند کی طرف سے اخبار البشیر میں دیانتیوں کے نام شائع ہوا تھا۔ جس کو شبہ دہر مپال دیانند کے نو نہال نے اب تک نہ پڑھا ہوگا۔ اخبار پر کاش مورخہ ۹ جون ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۹ کالم ۲ پر کسی آریہ نے ایک خط زیر عنوان "مرزا نظام احمد کا پیغام اپنی امت کے نام" شائع کیا تھا۔ جو نیوگی دماغ کے خلل یا آریہ دہرم کی راستبازی کا پورا نمونہ ہے۔ دیانند کو جو کہ اشاعت پیغام کے وقت یعنی جون ۱۹۰۸ء میں کسی حیوانی قالب میں کرم کا پھل جھوگ رہا تھا۔ اس پیغام کا جب پتہ ملا تو اُس نے بھی اپنا نامہ و پیغام اپنے چیلوں کے نام بذریعہ ایک پیچہ اخبار البشیر کے شائع کرا دیا۔ جو ہر ایک کے پڑھنے کے قابل ہے۔ اور نہایت دلچسپ پیرایہ میں قریب دیانند نے اپنی حالت زار کا بیان کیا ہے۔ کیونکہ یہ ممکن

نہ تھی۔ کہ دیہند کے مسئلہ۔ ایف حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے نام سے  
کوئی تحریر پر پیکر تھی۔ شایع ہو۔ اور دیہاندہ خواہش بیٹھا رہا ہے۔ پرکاش کے  
پیغام کو، ملتا تھا۔ کہ دیہاندہ کو پوش گیارہ اور بھٹ اپنی شیا کے نام ایک  
خط تو لکھ دیا۔ مگر یہ خود اپنی موجودہ پنم کی مذمت یا کسی اور مصنفیت کے پناہ  
نام نظام نہیں کیا۔ کہ سننے ناظرین کو نام کے عوض نفس مطلب سے کام  
رکھنا چاہیے۔ گویہ دیہاندہ کی حالت کا ہی بیان ہے۔ مگر تاہم وہ جی سے  
خالی نہیں۔

## دیہاند کا پیغام اپنے حیلوں کے نام

میرے پیارے بچو اور متبنے فرزندو!

جب سے یہ پروردگار پرچہ نکلی۔ بلکہ پرکاشی مادہ کے اجراء سے مل  
جل کر خود بن گئی ہے۔ تم میں سے بعض نے راز ہا مرتبہ میرے پتا کے پناہ اور باوا  
کے ہاوارہ چکے ہو۔ انہوں نے صد ہا مرتبہ سوامی اور ماسٹر کی حیثیت سے  
کبھی مجھے نری میں جوتا۔ اور کبھی مل میں چلا یا۔ کہی میرے کندھے پر جھانکھا  
اور کہی میرے سر میں چھ پر بوندہ لگا ہے۔

بعض نے نام چھ پرکاش کے بی سورتی میں رہتے ہوئے یا بول و براز  
میں لوٹتے ہوئے دیکھ کر انعام مزاج سے منہ پھیر دیا ہے۔

بعض نے متعدد مرتبہ نو بکاؤں کے اس پاس قدرتی انکسار صفائی  
کا نام کرتے ہوئے پا کر اپنی لم فہمی سے ایک ذلیل اور حقیر چو یا یہ سمجھا  
اس صورت میں تمہیں فرزند و اور بچو کے خطاب سے مخاطب نہیں کر سکتا  
مگر تو میرے تعلقات پکینے ہی تیرے ساتھ رہے ہیں۔ اور جس سادہ  
لوثی رحمت شواہی سے تم نے میری ہر پوتہ و بچہ اور مختلف عقل بات کو

مانا ہے۔ اس پر نظر کرتے ہوئے میں نے تمہیں بتنے ان فرزند کھکر پکار رہا ہے اور  
آئندہ بھی پکاروں گا۔ میں نے انسانی جون میں بعض پولٹیکل مصلحتوں سے  
ایسی چند باتوں کا اقرار کیا ہے۔ جن کو میں سچ نہیں جانتا۔ مگر اب جبکہ میرا  
مخمس عام لوگوں میں ظاہر ہو رہا ہے۔ میں سچی بات کیوں اچھپاؤں اور اپنے  
صحابت دشمنی کے دشمنوں کو اپنی عیاری ظاہر کر کے۔ کیوں نہ جلاؤں ؟

ناخلف فرزند و اجداد ہر مہجے ملا تھا اس کے بموجب مادہ کا ازلی ابدی  
ہونا ہرگز ثابت نہیں۔ مگر سائنس پکار پکار کر مادہ کو غیر قانی بتلا رہا تھا اس  
لئے میں نے بادل ناخواستہ کھینچ تان کر ایک منتر سے مادہ کا غیر قانی ہونا  
جھٹ گھڑ دیا ؟

مادہ اور روح کو ازلی مان کر ایشور کے ماننے کی کچھ ضرورت نہ تھی لیکن  
میں ایسا ظاہر کرتا تو مجھے طبع کر جہان میں کوئی احمق نہ ہوتا۔ اس لئے  
مشرقی طبائع کا خیال کر کے بنا چاری خدا یا ایشور کو ماننا پڑا۔ لیکن اسکو کیا  
مانا یہ حال تمہیں جلد ظاہر ہو جائیگا ؟

نامراد پوچھا یہ نرا دھوکو سلا ہے کہ ابھام آہی (اوید) اسوقت تازل ہوا تھا  
جبکہ کوئی زبان بھی مدون نہ ہوئی تھی۔ مگر بتلاؤ سوائے اس ایجاد بندہ  
کے ہم اپنے دشمنوں سے خاص کر قادیانی پہلوان سے کیونکر عہدہ برآ ہو  
سکتے تھے ؟ گو ہم کوئی منتر یا اخلوک اپنے دھوئے کی تائید میں اپنی ہی کتابوں  
سے پیش نہ کر سکیں۔ تو بھی ہمیں ہی کہتے رہنا چاہیے ؟

ممکن ہے کہ تم ان سچی باتوں کو نہ مانو۔ اور ان انکوالاصوات لصوت  
الحیو کھکر ان سے انکار کر دو۔ تم اگر ایسے ناخلف ہو گئے ہو تو میں تم سے  
دریافت کرتا ہوں۔ کہ ایک ارب ۹۹ کروڑ برس سے تم اپنا وجود مانتے ہو۔  
تم ابتداء آفرینش سے ایک ہی کتاب۔ ایک ہی ابھام۔ ایک ہی مذہب اور  
ایک ہی زبان تسلیم کرتے ہو ؟



اس صورت میں مجھے بتلاؤ۔ کہ جب کروڑوں برس تک کوئی دوسرا مذہب نہ  
 تھا۔ تو تمہاری مفروضہ کتاب اور مجوزہ الہام نے تمہیں کیا فائدہ دیا۔ یہی نہ کہ  
 آج تک آواگون کے پھیر سے نہ نکل سکے۔ پر اچین زمانہ میں اگر تم ہی گائے۔  
 بیل۔ گھوڑا۔ گدھا نہ بنتے تھے۔ تو دنیا کا کاروبار کیونکر چلتا تھا؟ کھیتی  
 باڑی کا کام کس ذریعے سے ہوتا تھا۔ دودھ اور گہی کہاں سے میسر آتا تھا  
 رتھ اور چھکڑے کس ذریعے سے چلتے تھے۔ اور جب قدیم الہام کو مان کر تم  
 ہی اس چکر میں پھنسے ہوئے تھے۔ تو ایسے الہام اور ایسے دہرم سے  
 کیا فائدہ؟

میں سچ کہتا ہوں۔ کہ ایشور یا خدا کا خیال زرا دم ہے۔ میں نے اسکو  
 ضرورتاً اس لئے اپنے مت میں شامل کر لیا تھا۔ کہ ہمارے پیچھے دشمن کہیں  
 دہریت کا کہلا ہوا الزام نہ دیں۔ پس جب ایشور ہی نہیں۔ تو ایشور گیان  
 کیسا اور جہاں پر لے کسی۔ یہ کارخانہ یونہی چلا آیا ہے۔ اور یوں ہی چلا  
 جائے گا۔ جیو آتما (روح) ایک جون سے نکل کر دوسری میر میں جا  
 گا۔ اور یہی آواگون جاری رہے گا۔ اب یہ تو تمہیں معلوم ہو چکا۔ کہ میں  
 نے محض ضرورت وقت کے لحاظ سے چند خود تراشیدہ باتوں کو قبول کر لیا  
 تھا۔ لیکن تمہیں میری عیاری کی تعریف کرنی چاہیے۔ کہ میں نے خدا بھی  
 تصنیف کیا۔ تو محض برائے نام۔ اور عضو معطل جو نہ دعا قبول کر سکے۔ نہ  
 گناہ بخش سکے۔ نہ ارواح کا خالق نہ مادہ کا پیدا کنندہ۔ نہ ایک ذرہ اپنی  
 قدرت سے بنا سکے۔ نہ ایک قطرہ کم کر سکے۔ نہ کسی بھگت کو دشمنوں سے بچا  
 سکے اور نہ دہرم کے اعدا کو ہرت اہیز سزا دے سکے۔ کیا تمہیں لیکر ہم  
 کا دامن پشم خود نہیں دیکھا؟ کیا تم نے میری موت سے یہ سبق نہیں سیکھا۔  
 کہ کیسا پر بخور ہے۔ جس نے ہمارے ساتھ یہ کہہ کر دیا۔ پس یاد رکھو  
 کہ میرا بتنا یا ہوا پریشور نہ انام ہی نام کا ہے۔ حقیقی خدا اور قادر

خدا اگر کوئی ہو سکتا ہے۔ تو تمام کای ہو گیا۔ ہیں۔ بہت۔ کہ ہیں۔ تم کو  
 کسی عبادت کا پابند نہیں کیا۔ ہر مذہب کے فطرت سے پیشہ کے  
 لئے صبح و شام برائے نام دو چار منہ صاف کرنا کی پابیت کر دیتا ہے۔ سو  
 ایسا خوش ہواں کہ تہ اسکی پابندی بھی نہیں کرتے۔ اور یہ کہ تہی۔ ات ہی غیر  
 مذاہب کی توہین اور ان کے ہادیوں بزرگوں کو گالیاں دینے اور راکشوں  
 کی بیخ کنی کی تہ ابھر سوچنے میں صرف کر دیتے ہو۔

نالائق پتروں اور آدمی کو مرتبہ حرافات و منہج سزایات کو۔ خواہ  
 میری اس صاف گوئی کو حقارت پر محسوس ہو۔ مگر یہاں صاف صاف کہوں  
 گا کہ سوائے مادہ اور روح کے ایشو۔ کوئی چیز نہیں۔ ہیں۔ نہ پتہ خیالات  
 کی اشاعت کے لئے ایک معطل اور بیکار خدا تسلیم کر لیا تھا۔ تمہیں بھی چند  
 روزہ ضرورت کے خیال سے ایسا ہی کرنا چاہیے۔ اور اس طرح مذہبی لو  
 گے کر اپنے پوشیل مقصد میں مصروف رہو۔

تمہارا اصلی دھرم یہی ہے کہ آریہ دست ہیں ابک بھی ملجھ۔ پار کش  
 باقی نہ رہے۔ اس کے لئے سب سے اول اپنی تعداد بڑھانا۔ اور پھر خفیہ  
 تدابیر سے کام لینا چاہیے۔ تعداد بڑھانے کے لئے تم نے شہر ہی کی وہ  
 بے نظیر تدبیر سوچی ہے۔ جو میرے خواب و خیال میں بھی نہ تھی۔ تم نے پہلا  
 وار بھی جولائیوں۔ مذاہلوں۔ پر کینے۔ جس کے کارگر ہونے میں  
 کوئی خفیہ نہ ہو سکتا تھا۔ جب یہ کثرت سے تم میں شامل ہوں گے۔ تو پھر  
 ہمیں شریف ٹیپوں کی کچھ پروا نہ رہے گی۔

دوسرے تم نے فنا نے کر لئے اور قتل لم کی دست نہیں تراشنے میں بھی  
 کافی ترقی کی ہے۔ یہ بھی ایسا چلتا جا دوسرے۔ ہوا ہے اثر نہیں۔ با  
 ہاں تم سے کچھ ہو تو لی ہوئی ہے۔ تو صرف یہی کہ نیوک کے ترقی دینے  
 میں کافی توجہ نہیں کی۔ حالانکہ ہمارے پاک دھرم کا یہ پاک

اصول بھی بہت سے لوگوں کو تمہاری طرف متوجہ کر سکتا ہے۔ تم اس کے جو از و عدم، ہونے پر بعض وقت غور کرتے ہو۔ تو تمہاری ضمیر اور کائناتیں بیشک تم کو اس سے نفرت دلاتی ہے۔ اور صرف تیرا مکاری معلوم ہوتی ہے۔ لیکن تم اپنے دلوں کو تسلی دینے کے لئے سمجھ لیا کرو۔ کہ تمہارے تمام بزرگ۔ رشی۔ مہنتی۔ سادہ سادہ انسان پر عامل۔ ہے۔ یہ اس قدر مفید لگا ہے۔ کہ ایک سنبھالا کر۔ اس بڑی بھی خانہ داری کے تعلقات سے آزاد رہ کر استریوں کو رانی دے سکتا۔ اور بلا تعلق آریہ جاتی کی تعداد کو بڑھا سکتا ہے۔

اندھے کو باغوں میں رہنا ہر قسم میں نہیں ہوں۔ مگر پھر بھی تمہاری سود و بہبود کے خیال میں ہر دم مصروف رہتا ہوں۔ یہ سانسے والی بلند عمارت جس کو تم اسکول یا ڈپٹی۔ اسے۔ ہی کالج کہتے ہو۔ اس کو میری محنت کا منون ہونا چاہیے۔ گیمیر رشتہ گیر آقا کاؤ کہہ کر بعض اوقات میری طاقت سے زیادہ مجھ پر ایمان دیتا ہے۔ تو بھی نہیں گہیرتا۔ تم بہ سن کر خوش ہو گے کہ میں ہی تمہاری خدمت نہیں کر رہا۔ بلکہ دیرم دیر اور سومران شہید چنگ اختیار والا جو کچھ نے جنم میں بھی میرے رشتہ سے۔ کیونکہ زیر نگرانی ادا دے رہے ہیں۔ تم میں عمارت کو نہ بولا بنو۔ جو شہنا بنو مجھے کچھ نذر نہیں۔ مگر دیا رخصتو۔ (طلیاء) کی تعداد اور نہ بڑھاتا۔ کیونکہ تمہارا مہتر جھنڈو خاکروب میری زیر کا پیو۔ دے چکا ہے۔ مانتے ہو کہ اگر سودا بن گیا۔ تو جھنڈو بھنگی کی زیر نگرانی طبباء کی زیادتی تعداد کا خمیازہ مجھے بڑی طرح بھگتنا پڑے گا۔ اگرچہ یہ سے متنبہ دیر مہیاں نے وارڈن صفائی کا کام کیا ہے۔ مگر اس سے بھی مجھے اسید دنی نہیں۔ کہ وہ بھی کچھ توجہ میری بجائی پر رکھے۔ میرا ہونے کے لئے جسٹس جہد میرا شریک حال اگر ہو جائے گا۔ یا دیرم دیر کو بھی جھنڈو بھنگی سے کھڑکھو سے فریڈنے



کی کوشش کرے گا۔ اگر جہنڈ و سبٹل کے پاس روپیہ نہ ہو۔ تو ایسا بھی نہیں کہ دھر سپال اپنا کبات کوڑ بیچ کر ہی اس کو کچھ روپیہ دیدیگا۔ تاکہ وہ کلو سے دھرم و پر کا سودا کر کے میری امداد کے لئے آوے اس لئے طالب علموں کی ایڑادی میری جان پر وہال ہوگی۔

میرے غریب بچو! تب میں پڑا وہ پر جا کر تمہاری کیفیت اور کالج کی حالت اپنے قدیم حمایتیوں اچھر چند اور بھٹت رام سے بیان کرتا ہوں تو وہ بھی خوشی سے جامے میں پھولے نہیں سہاتے۔ یہ دونوں مہاشے صفائی کا قدرتی انسپکٹر ہونے کی وجہ سے پڑا وہ کے ارد گرد گھوما کرتی ہیں نادان پترو! کیا یہ حیرت انگیز امر نہیں۔ کہ بر خور دار حماقت شعار۔ قرۃ العین پر کاش کے میرے سمد حریف مرزا فلام احمد (علیہ السلام) کا پیغام تو ان کے معتقدین کو پہنچا دیا۔ مگر میں اس نادان کی نظر میں اتنا ذلیل۔ اتنا حقیر۔ اتنا ناچیز ٹھہرا۔ کہ میرا پیغام منہم تک پہنچا نا غیر ضروری سمجھا۔ جس کو میں نے مجبوراً ایک بلچھ اخبار کے نامہ نگار کے توسط سے تم تک پہنچایا۔ اور بوجہ تمہاری طرف سے جواب نہ آنیکے دوبارہ اسکو اپنے حریف مرزا قادیانی (علیہ السلام) کے خادم کے ہاتھوں پہنچاتا ہوں۔ اور چشم پر کاش نے مرزا کا پیغام غلط تو کیوں شائع کیا ہوگا۔ البتہ مجھے کم صدمہ پہنچانے کی غرض سے سبائے فردوس بریں کے حصار تار یک لکھ دیا ہے۔ میں نے جب مرزا کا پیغام سنا تو کہا کہ مرزا ہی مرے میں رہا جو دنیا سے نجات پاتے ہی ایسی جگہ تو پہنچ گیا۔ جہاں نہ کلو کھار کے ڈنڈے نہ کسی نیوگ زادہ نے جو خط اخبار پر کاش میں نیوگی و مانع سو نہ لکھا ہوا میں یہ دیکھتا ہوں کہ گویا حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام حصار تار یک میں ہیں اور وہاں سوائے معتقدین کے نام خط مندرجہ پر کاش سودہ و رجوع شدہ بھی ہے۔ اسکے مقابلہ میں یہ دیانند کا پیغام لکھا گیا ہے۔ مولف

اس کو آزار پہنچا سکتے ہیں۔ اور نہ اینٹ و چوڑے کا بوجہ اس کی کمزوری کو ختم کر سکتا ہے۔ کاش میں اگر مرزا کی اس دعوت کو قبول کر لیتا ہے جو برائین احتیاج میں اس نے مجھ کو دی تھی۔ تو میں بھی اسی خلائے تاریک میں پہنچاؤں اور زمرہ کی لکڑی کو بے سہارا بنایا ہوتا۔ میں نے اس روشن کرۂ میں رہ کر کیا خاک فائدہ اٹھایا یہی کہ زمین کا گز بنا ہوا ہوں۔ پڑاؤہ کی گلی سڑی گہاس کے سوا کچھ کہانے کو بھی نہیں ملتا۔ اچھا بے رحم کلو اس جوں کے بعد اگر میں کھار ہوا۔ تو بھگے اس جلا دی کا مزا چکھا دوں گا۔ اور دو چند بوجہ بھی تیری پشت پر لا دوں چین نہ لوں گا۔

مگر ہائے ہائے اگر میں کھار بن گیا۔ اور ایک مرتبہ میں نے بد بخت کلو سے بد نہ بھی لے لیا۔ تو اس کی کیا ضمانت ہے۔ کہ آئندہ جہنم میں کلو میری پیچوں کا گوشت ادھیڑ کر نہ رکھ دے گا۔

یہ قسمت بچو! مرزا جو ایک عظیم الشان انسان تھا۔ اگر وہ میرے نورِ نظر تحتِ جگر پر کاش کو احمق اور گدھا نہیں بنا رہا۔ اور درحقیقت خلائے تاریک میں ہی پہنچ گیا ہے۔ تو وہ مجھ سے اور میرے ساتھیوں سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ جو ایک ارب ۹۹ کروڑ برس سے بندرہ کتے۔ گدھے خچر۔ سوز۔ لشکر۔ پھو۔ سانپ وغیرہ کی صد ہا جانوں میں مارے مارے پھرتے ہیں۔

خلائے تاریک۔ او خلائے تاریک تو کہہ رہے۔ مرزا تو جنت الفردوس میں ہے۔ مگر میرا غم کم کرنے کی غرض سے یہ کاش نے اس کو خلائے تاریک نہ دیا ہے۔ کاش میں خلائے تاریک میں ہی پہنچ گیا ہوتا۔ او خلائے تاریک تو ہی مجھ اور میرے ساتھیوں اور فقیرِ مسندِ دل کو اپنے دامن میں کیوں نہیں چھب لیتا۔ تاکہ وہ کیسی سیاہ کاری کا پردہ ڈھک جائے۔ اور بقیہ چار کروڑ برس کے چکر سے نجات ملے۔

بد نصیب فرزند و انجھے یہ خوف اور بھی مارے ڈالتا ہے۔ کہ جب مرزا نے اس روشن گزہ میں زہر دست کا سیاہی اور عزت حاصل کر لی تھی۔ تو خلائے تاریک میں وہ کیا کچھ نہ کر گذرے گا۔ جو میرے بزرگ اور دوست اور استاد کسی نیک عمل کے باعث آواگون سے چھوٹ گئے ہیں۔ اور خلا و تاریک میں ہیں۔ تجھے ڈر ہے۔ کہ کہیں مرزا ان کو بالکل میرے دہرم کا مخالف بنا کر مسلمان نہ کر ڈالے۔ اور پھر وہ جہنم لینے سے اور اس پر تھوڑی میں آنے سے باز رہیں۔

ہائے مرزا! مجھے تیری قسمت پر شک آتا ہے۔ تو خلائے تاریک میں بھی چین اڑائے گا۔ اور میرے پرکھوں کو ضرور مسلمان بنائے گا۔ اور میں بد قسمت اسی جہنم ہی میں ظالم کلو کے ڈنڈے نہ کہاؤں گا۔ بلکہ چار کروڑ برس تک کہی پڑاؤہ کی خاک چھالوں گا۔ اور کہی تیلی کا بیل بنکر ایک ہی مرکز پر چکر لگاؤں گا۔ اور کہی سانسپ بچھو۔ بنکر انسانوں کی جوتیوں سے کھلا جاؤں گا۔ اور نہ خانوں۔ سودیوں۔ نالیوں میں پیٹ کے بل چلوں گا۔ اور کہی پٹھوں کے پھندے میں پڑ کر بلوں۔ کنوؤں پر کام کروں گا۔ یہ خیالات ہیں جو میری بوجھ سے لہی ہوئی پیٹھ کو اور بھی خم کئے دیتے ہیں۔

بد بخت بچو! ان ہونناک صدیوں کے ساتھ ایک امر کا خیال دل کو باغ باغ کئے دیتا ہے۔ وہ یہ کہ ڈارون صرف اس بات پر فخر کرتا ہے کہ اس کے بزرگ ترقی کرتے کرتے ہندو سے انسان بن گئے۔ اس کے بالمقابل ہمارے فخر کو دیکھو۔ کہ ہم اور ہمارے بزرگ کیا۔ ہندو۔ ریچھے لنگور۔ کھی۔ کڑی۔ کٹھن۔ لیسو۔ مجھڑ۔ بینڈک۔ پھوہ۔ مچھلی وغیرہ وغیرہ ہر جان میں رہ کر پھر ترقی کر کے انسان بن گئے۔ تا عاقبت اندیش بچو! اب میں تمہارا زیادہ وقت لیتا نہیں چاہتا۔



اگر مرزا کے نام سے میرے کسی راحت جان پارہ جگر نے پھر کوئی پیغام بھیجا  
تو میں کلو کہہ رہے یا اس سے اگر جہنم و بہتر نے خرید لیا تو جہنم و سے کچھ دیر  
کیلے پچھا پھڑا کر پھر تمہاری نصیحت کیلے آجاؤنگا۔ اوم شانتی شانتی ۛ  
راقم تمہارا گرو اور روحانی باپ سوامی ازپراودہ کلو کہہ رہا

## ایک سنو روپیہ انعام

اگر کوئی آریہ اس رسالہ کا جواب باصواب بشرائط ذیل لکھ کر پیش کرے۔ تو فوراً  
ہم اس کو یکصد روپیہ انعام دینگے۔ بصورت خاموشی آریہ صاحبان سوجا جائیگا۔ کہ یہ لا جواب  
رسالہ ہے ۛ  
شرائط جواب یہ ہیں

(۱) ہمارے حوالہ جات سند جہ رسالہ ہذا کو غلط ثابت کریں اگر غلط نہیں تو مضامین میں مت حوالہ جات  
کا اقرار کریں ۛ

(۲) اقسام نیوگ سند جہ رسالہ کو دید اور دیگر کتب مسلمہ خود سے مجاہدۃ النفس ثابت کریں  
ۛ (۳) تبدل اعتراضات اور سوالات مستقرہ کا جواب عقلی و نقلی پیش کریں ۛ

(۴) چونکہ نیوگ کی تعلیم محض مان لینے اور عقیدہ رکھنے کیلئے نہیں ہے۔ بلکہ حسب ضرورت عمل میں لانے  
کا حکم ہے اسلئے ایک فہرست نیوگی مردوں اور نیوگن استریوں کی اور ان سے جو اولاد ذکر و مروت  
حاصل ہو رہی ہو مرتب کر کے جواب کے ساتھ شامل کریں اور ایسی کم از کم پچاس نقلیں ہوں۔ بصورت  
عدم تکمیل نیوگ کے وجہات بتلائے جائیں کہ کیوں عملی کاروائی آج تک نہیں ہوئی ۛ

(۵) ہر ایک جواب تحقیقی شکر کے اپنی دعویٰ کو ثابت اور ہمارے اعتراضات کو باطل کریں۔ بعد  
تحقیقی جواب کے اگر ضرورت ہو تو لازمی جواب بھی دے سکتے ہیں۔ مگر ان نام ہمارے سلمات کو  
ہونا چاہیے۔ نہ کہ اپنے مزعم سے ۛ

(۶) بصورت خلاف دروہی شرائط بالا کوئی جواب قبول نہ ہوگا۔ والہام علی من اتبع الهدی ۛ  
شاہکار:- قاسم علی احمدی ایڈیٹر اخبار فاروقی قادیان مولف رسالہ ہذا



## حامیان دین سے خطاب

مدت ہوئی کہ چین سے نا آشنا ہوں میں  
دین محمدی کیلئے مر رہا ہوں میں  
یہ کیوں نہ ہو کہ خاک در مصطفیٰ ہو نہیں  
جب جان و دل سے مقتدر سیرزا ہو نہیں  
وہ نہ مری بساط ہو گیا اور کیا ہوں میں  
یہ عہد ذات باری سے اب کر چکا ہوں میں

اے قوم پا رہائے جگر کھارہا ہوں میں  
میری کر کو دین کے غم نے دیل ہے توڑ  
کچھ اپنے تن کا فکر ہو مجھ کو نہ جان کا  
پھر کیوں نہ مجھ کو مذہب اسلام کا ہو غم  
یہ برکتیں میں سب اوی جانِ حسان کی  
شیطان سے جنگ کریں جانتاں ڈاونگا

کیا جانے کہ دل کو مرے ہو یہ کیا ہوا  
رہتا ہے آبد کی طرح کیوں بھرا ہوا

بے فائدہ نہ عمر یونہی راگیاں کر دو  
اٹھو اور اٹھ کے خاکیں سکونہاں کر دو  
پھر خوش بیاتو نکو تم اپنی حیاں کر دو  
پھر دشمنان دیں کو تم بے زباں کر دو  
تھوں سے شرکین کو پھر نیہاں کر دو  
ہاں پھر سمنہ طبع کی جولانیاں کر دو  
نام و نشان شا کے دسے بے نشان کر دو  
ناہر ہاں جو ہیں اونہیں پھر بان کر دو

حالات پر زمانہ کے کچھ تو دھیاں کر دو  
شیطان ہو ایک عرصے سے دنیا پہ حکمران  
دکھلاؤ پھر مہا بے ساجوش و خروش تم  
دل پھر مخالفان محمد کے توڑ دو  
پھر ریزہ ریزہ کر دو بت شرک و کفر کو  
پونچا کے چوڑ دھوٹو نکو پھر انکے گھر تلک  
سیف قلم سے کاٹ دو باطل کے سر کو تاج  
پھر دشمنوں کو حلقہ الفت میں باندھ لو

ہاں ہاں خدا کے پاک سو پھر دل لگاؤ تم  
ایسا کرو پیار کہ بس رہی جاؤ تم



# فہرست مضامین سالہ ہذا

| صفحہ    | مضمون                                     | نمبر شمار |
|---------|-------------------------------------------|-----------|
| ۱ و ۲   | دیانتدی (میریچ) کا آئینہ آریہ دھرم        | ۱         |
| ۳ و ۴   | نیوگ کی حقیقت کا اظہار                    | ۲         |
| ۲۱      | دیانتد کی اصل تقریر                       | ۳         |
| ۲۲      | کیا نیوگ دُنکے کی چوٹ کریں                | ۴         |
| ۲۳      | نظم دلفریب                                | ۵         |
| ۲۴ و ۲۵ | دہر سال اور اسکے ہر ایک انخیال سے استفسار | ۶         |
| ۲۶ و ۲۸ | امام الکلام (نظم)                         | ۷         |
| ۲۹ و ۳۱ | دیانتد کی تصانیف پر عدالت کا فیصلہ        | ۸         |
| ۳۲ و ۳۸ | دیانتد کی چند نیکیاں اور اس کا کچا چٹھا   | ۹         |
| ۳۹      | یہ حیاتی کی مدد ہو گئی                    | ۱۰        |
| ۴۰      | اشتہار نیوگ                               | ۱۱        |
| ۴۱ و ۴۲ | نظم                                       | ۱۲        |
| ۴۳ و ۴۴ | آریہ سماج کی موت                          | ۱۳        |
| ۴۵ و ۴۶ | دیانتدیوں کی بدزبانی کے چند سرٹیفکیٹ      | ۱۴        |
| ۴۷ و ۴۸ | آریوں کی بدزبانی پر خود انکی شہادت        | ۱۵        |
| ۴۹ و ۵۰ | دیانتد کا پیغام اپنے پیچلیوں کے نام       | ۱۶        |
| ۵۱      | انتہار ایک سور ویرا پیغام                 | ۱۷        |
| ۵۲      | حایان دین سے خطاب نظم                     | ۱۸        |



# فہرست کتب رواریہ

مندرجہ ذیل کتابیں آج کل ہر ایک خواندہ مسلمان کو پڑھنی لازمی ہیں اور ہر ایک اسلامیہ سکول اور لائبریری میں انکا ایک ایک نسخہ ہمیشہ موجود رکھنا نہایت ضروری ہے اور ان کتابوں کی اشاعت آئیوں اور نادار مسلمانوں اور غیر مذہب کے لوگوں میں کثرت سے کرنی موجب ثواب عظیم ہے۔ محصول ایک ہزار خریدار۔

ایسیویں صدی کا ہفتی (دیانت) مولف خاکسار میر تقی علی ایڈیٹر فاروقی۔

نایاب اور جدید تصنیف یہ کتاب ۱۲۸۲ھ سنہ ۱۰۰۰ھ کی ہے اس میں بانی آریہ سماج کی تاریک زندگی اس کو آریہ نہ خود جانتے ہیں نہ دوسرے مذاہب کا لوگ واقف ہیں۔ یہی کی روشنی سے دکھائی گئی ہے۔ یہ وہ سیکر ہے جو خاکسار ایڈیٹر فاروقی نے پنجاب کے بڑے بڑے علماء شیل لاہور، راولپنڈی، گجرات، رگودا، لال پور وغیرہ مختلف مقامات میں ہزاروں

مشین گن مولف ایڈیٹر فاروقی یہ وہ جواب حربہ ہے جس کے ذریعہ ویدوں

لا جواب اور اتعاشی جدید تصنیف کے نزول اور ان کی قدامت اور زبان

تعداد اور اختلافات دوبارہ نزول اور سلسلہ فیہار اور اعمال انسانی کے انسانی ہونے کا

نامعقول دیانتی عقیدہ پاش پاش کر کے عباری طرح ہوس اڑا دیا گیا ہے جواب

کے لئے انعام بھی مقرر کر دیا ہے۔ ۶۰ صفحہ کار سالہ ہر زیر طبع۔ قیمت ۳۰

۱۔ کے بعد میگزین توپ "تاریخ" و رسالہ زیر تالیف ہیں جو انشا اللہ علیہ سے

بعد شائقین کے ہاتھوں میں پہنچیں گے۔ محصول ایک ہزار خریدار

مینجر فاروق بکسٹری کھنسی قادیا ضلع گوجرانو (پنجاب)